بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

# رفع یدین فرض ہے



مرتبہ

مسعود احمد صاحب

شائع کردہ :

ادارہ مطبوعاتِ اسلامیہ

قیمت :

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

# فہرست

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

# صحیح احادیث

رفع الیدین یعنی دونوں ہاتھوں کا اٹھانا صلوٰۃ میں ۴ چار جگہ ثابت ہے۔

(۱) شروع صلوٰۃ میں (۲) رکوع سے قبل (۳) رکوع کے بعد (۴) تیسری رکعت کی ابتدا میں۔

ان مقامات پر رفع یدین کرنے کے دلائل درج ذیل ہیں:۔

**حضرت ابوبکر صدیق رضؓ** | حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ شروع صلوٰۃ میں، رکوع سے پہلے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے، رفع یدین کرتے تھے، اور کہتے تھے کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شروع صلوٰۃ میں، رکوع سے پہلے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اسی طرح رفع یدین کرتے تھے (رواہ البیہقی فی سننہ وقال رواتہ ثقات ج ۲ ص۷۳ وسندہ حسن)

**حضرت عمر فاروق رضؓ** | حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ لوگوں کو صلوٰۃ کا طریقہ بتانے کا ارادہ کیا۔

"تو قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے اور دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھایا، پھر اللہ اکبر کہا، پھر رکوع کیا اور اسی طرح کیا جب رکوع سے سر اٹھایا، یعنی رکوع سے سر اٹھا کر بھی رفع یدین کیا"۔ اس حدیث میں حضرت عمر رضؓ کے یہ الفاظ بھی ہیں کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِسی طرح صلوٰۃ پڑھتے تھے اور اسی طرح صلوٰۃ پڑھنے کا حکم دیتے تھے۔{رواہ البیہقی فی الخلافیات وقال الشیخ "رجال اسنادہ معروفون" (نصب الرایۃ جلد ۱ ص۴۱۶) سندہ متصل وصحیح (تسہیل القاری شرح صحیح بخاری جلد ۳ صفحہ ۳۷۰)}

---

نوٹ :۔ عربی متن کے لئے صلوٰۃ المسلمین دیکھئے۔

**حضرت علیؓ** | حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم شروع صلوٰۃ میں، رکوع سے قبل اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اور دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہونے کے بعد رفع یدین کرتے تھے {رواہ الترمذی والبو داؤد والنسائی وصححہ الترمذی و احمد (نصب الرایۃ جلد ۱ صفحہ ۴۱۲) وصححہ ابن خزیمۃ وابن حبان (فتح الباری)}

**حضرت عبداللہ بن عمرؓ** | حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں :-

"کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع صلوٰۃ میں، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھایا کرتے تھے۔" (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ شروع صلوٰۃ میں، رکوع سے پہلے، رکوع کے بعد اور دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہونے کے بعد رفع یدین کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کرتے تھے (صحیح بخاری)

**حضرت مالکؓ بن حویرث** | حضرت مالکؓ بن حویرث شروع صلوٰۃ میں رفع یدین کرتے، پھر جب رکوع کرتے تو رفع یدین کرتے، اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے اور یہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کرتے تھے (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

**حضرت وائل بن حجرؓ** | حضرت وائلؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع صلوٰۃ میں، رکوع سے پہلے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رفع یدین کرتے تھے (صحیح مسلم)

**حضرت ابوحمیدؓ** | حضرت ابوحمیدؓ نے صحابہؓ کے ایک مجمع میں بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صلوٰۃ شروع کرتے، جب رکوع کرتے، جب رکوع سے سر اٹھاتے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے تھے۔ تمام صحابہؓ نے کہا "تم سچ بیان کرتے ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح صلوٰۃ پڑھتے تھے۔" (رواہ الترمذی وصححہ و رواہ ابوداؤد وابن حبان وغیرھما)

**حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ** | حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے (ایک دن لوگوں سے) فرمایا "کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوٰۃ نہ بتاؤں؟" یہ کہہ کر انہوں نے

صلوٰۃ پڑھی، توجب تکبیر تحریمہ کہی تو رفع یدین کیا، پھر جب رکوع کیا تو رفع یدین کیا اور تکبیر کہی، پھر "سمع اللہ لمن حمدہ" کہہ کر دونوں ہاتھ اٹھائے۔ پھر فرمایا "اسی طرح کیا کرو"

{رواہ الدارقطنی والبیہقی واسحٰق وقال الحافظ رواتہ ثقات۔ مولوی انور شاہ نے العرف الشذی ص۱۲۵ میں اس کی صحت کو تسلیم کیا ہے (التحقیق الراسخ ص۴۲)}

**حضرت ابو ہریرہؓ** | حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع صلوٰۃ میں، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے {رواہ ابوداؤد ج۱ ص۱۱۵ ورجالہ رجال الصحیح (تسہیل القاری جلد۳ ص۶۷) وروی البخاری فی جزء رفع الیدین ص۲۱ بطریق آخر وسندہ صحیح}

حضرت ابو ہریرہؓ خود بھی رفع یدین کرتے تھے (رواہ البخاری فی جزء رفع الیدین بطریقین ص۱۰ و ص۱۱ وسندھما حسن)

حضرت ابو ہریرہؓ صلوٰۃ پڑھنے کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ میری صلوٰۃ تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوٰۃ سے مشابہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح صلوٰۃ پڑھتے رہے۔

حَتّٰی فَارَقَ الدُّنْیَا۔ یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوئی (صحیح بخاری جلد۱ ص۲۰۳)

اگرچہ صحیح بخاری کی اس حدیث میں صراحتاً رفع یدین کا ذکر نہیں ہے، صرف تکبیروں کا ذکر ہے لیکن حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ اپنی صلوٰۃ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوٰۃ کے سب سے زیادہ مشابہ بھی کہیں اور رفع یدین چھوڑ دیں اور جب یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ رفع یدین کرتے تھے تو یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ رفع یدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوٰۃ میں آپ کی وفات تک رہا۔ فللہ الحمد۔

**حضرت جابرؓ** | حضرت جابرؓ رفع یدین کرتے جب صلوٰۃ شروع کرتے، جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے۔ اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بھی اسی طرح کرتے تھے {رواہ ابن ماجۃ وفی الزوائد رجالہ ثقات وقال الحافظ رواتہ ثقات و صححہ البیہقی (تسہیل القاری ونصب الرایۃ جلد ۱ صفحہ ۴۱۵)}

**حضرت انسؓ** | حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے جب صلوٰۃ شروع کرتے اور جب رکوع کرتے۔ {رواہ ابن ماجۃ ورجالہ رجال الصحیحین (التعلیق المغنی شرح دارقطنی جلد اول صفحہ ۱۱۰ وسندہ صحیح)}

اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی خلافیات میں روایت کیا ہے اور اس میں یہ زیادہ ہے کہ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد بھی رفع یدین کرتے تھے۔ اس کی سند بھی صحیح ہے۔ (تسہیل القاری)

نوٹ : اس حدیث کو عبدالوہاب نے مرفوع کیا ہے اور وہ ثقہ ہے، مشہور ہے، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا راوی ہے۔ حافظہ بگڑنے کے بعد اس نے کوئی حدیث روایت نہیں کی (تسہیل القاری)

**تمام صحابہؓ رفع یدین کرتے تھے** | حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ رفع یدین کرتے تھے جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے (جزء رفع الیدین للبخاری صفحہ ۱۳ وسندہ صحیح)

# ۲۔ رفع یدین نہ کرنے کے دلائل

جن احادیث سے رفع یدین نہ کرنے کی دلیل لی جاتی ہے ان میں سے ایک صحیح مگر بے محل پیش کی جاتی ہے۔ دوسری سنداً صحیح متناً غیر محفوظ ہے، تیسری سنداً ضعیف اور متناً غیر محفوظ ہے۔

**پہلی حدیث** | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

"کیا بات ہے کہ میں تم کو (اس طرح) ہاتھ اٹھاتے دیکھتا ہوں گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہیں، صلوٰۃ میں ساکن رہا کرو"۔ (صحیح مسلم)

**جواب** | یہ حدیث مجمل ہے، اس میں ہاتھ اٹھانے کا محل نہیں بیان کیا گیا ہے۔ صحیح مسلم میں اس کے آگے اس کی تفصیل موجود ہے جس میں سلام پھیرتے وقت ہاتھ اٹھانے

کو منع کیا گیا ہے۔

بہر حال اس تفصیل کو جو اگلی حدیث میں بیان کی گئی ہے اگر نظر انداز کر دیا جائے تب بھی حدیثِ مذکور کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ آپ نے رفع یدین کرنے سے منع نہیں کیا بلکہ اُن کو اس طرح ہاتھ اٹھانے سے منع کیا جس طرح سرکش گھوڑوں کی دُمیں اُٹھتی ہیں! اور ہمیں اس سے کلّی اتفاق ہے کہ رفع یدین بڑے سکون و اطمینان سے ہونا چاہیئے نہ کہ اس طرح جس طرح سرکش گھوڑوں کی دُمیں اُٹھتی ہیں۔

اگر اس حدیث سے مطلقاً رفع یدین کی ممانعت مان لی جائے تو پھر شروع صلوٰۃ کا رفع یدین، عیدین کا رفع یدین، وتر میں دعائے قنوت کے وقت رفع یدین بھی (جیسا کہ احناف کرتے ہیں) ممنوع ہو جائے گا۔

اگر رفع یدین اتنا مکروہ فعل ہے کہ اس کو سرکش گھوڑوں کی دُموں سے مشابہت دی گئی ہے تو پھر یہ مکروہ کام شروع صلوٰۃ میں اور عیدین وغیرہ میں کیوں جاری ہے؟ اور ایسے نامناسب فعل کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف کیوں منسوب کیا جا رہا ہے؟

**دوسری حدیث** حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا "کیا میں تمہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صلوٰۃ نہ بتاؤں؟" الغرض انہوں نے صلوٰۃ پڑھی۔ حضرت علقمہؒ کہتے ہیں "فلم یرفع یدیہ الّا فی اوّل مرّۃ" ابن مسعودؓ نے ہاتھ نہ اٹھائے مگر پہلی مرتبہ میں (ترمذی)

**جواب** (۱) اس حدیث میں رکوع کے وقت کا کوئی ذکر نہیں۔ اس حدیث سے جو کچھ ثابت ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ تکبیرِ تحریمہ کے وقت ایک مرتبہ ہاتھ اٹھاتے چاہئیں، بار بار نہیں۔ مشکوٰۃ میں اس حدیث کا متن اس طرح ہے :-

"انہوں نے تکبیرِ تحریمہ کے ساتھ صرف ایک مرتبہ ہاتھ اٹھائے۔

(۲) یہ الفاظ کہ "حضرت ابن مسعودؓ نے ہاتھ نہ اٹھائے مگر پہلی مرتبہ" حضرت علقمہؒ کے الفاظ ہیں۔ حضرت ابن مسعودؓ نے صرف عملاً اس کا ذکر نہیں کیا، لیکن عدم ذکر سے عدم شئے لازم نہیں آتا۔ لہٰذا یہ حدیث مفیدِ مُدّعا نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ حضرت

ابن مسعودؓ رفع یدین کو سنّت جانتے ہوئے بھول گئے ہوں، بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ رفع یدین کا سنت ہونا ہی بھول گئے ہوں۔ اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

(۳) اس حدیث کا متن محفوظ نہیں، صحیح متن یہ ہے :۔

"ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسُولُ اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے ہمیں صلوٰۃ سکھائی، آپ کھڑے ہوئے، پھر آپ نے تکبیر کہی اور رفع یدین کیا پھر رکوع کیا اور ہاتھوں میں تطبیق[۵] کی... امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اہلِ نظر کے نزدیک ابن مسعودؓ کی حدیث کا یہی متن محفوظ ہے۔" (جزء رفع الیدین صلا۱۴)

امام ابوداؤد بھی اسی کی صراحت کرتے ہیں، وہ لکھتے ہیں :۔

"یہ حدیث ان لفظوں، ان معنوں پر صحیح نہیں۔" (ابوداؤد جلد اول ص۱۱۶)

یہی وجہ ہے کہ امام عبداللہ بن مبارکؒ، امام شافعیؒ، امام دارقطنیؒ، امام بیہقیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام یحییٰ بن آدمؒ، امام ابوحاتمؒ، امام حاکمؒ بلکہ بقول امام بخاریؒ تمام محققین کے نزدیک یہ حدیث بلحاظِ متن پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی" (تسہیل القاری، التحقیق الراسخ وغیرہ ملاحظہ ہوں)۔

امام ابن حبانؒ نے تو یہاں تک لکھ دیا کہ :۔

"انّ له عللاً تبطله۔ اس میں بہت سی علّتیں ہیں جو اسے باطل بنا رہی ہیں۔" (نیل الاوطار ج ۲ ص۱۵۱)

الغرض اس حدیث کے متن کے غیر محفوظ ہونے کی وجہ سے اس میں عدم رفع یدین کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ امام محمدؒ نے اسے اپنے دلائل میں ذکر نہیں کیا بلکہ انہوں نے اس سلسلہ میں کوئی حدیث بیان نہیں کی، کچھ آثار بیان کئے وہ بھی سنداً ضعیف۔ اگر یہ حدیث ان معنوں اور لفظوں پر صحیح ہوتی تو امام محمدؒ اس کو ضرور پیش کرتے کیونکہ یہ تو ان کے لئے بہت بڑی دلیل ہوتی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام محمدؒ کے

---

[۵] تطبیق یعنی دونوں ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھنے کے بجائے رانوں کے درمیان پھنسانا۔

وقت تک اس حدیث کا وہ مفہوم نہیں لیا جاتا تھا جو بعد میں لیا گیا۔[1]

(۴) اگر اس حدیث کو صحیح بھی مان لیا جائے تو اس کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی بھول تسلیم کرنا ہوگا کیونکہ وہ صلوٰۃ ہی میں اور بہت سی باتوں کو بھول گئے، مثلاً وہ رکوع میں دونوں ہاتھ رانوں کے درمیان رکھتے تھے، گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے سے منع کرتے تھے۔ تین آدمیوں کی جماعت اس طرح کرتے تھے کہ ایک کو امام کی داہنی جانب اور ایک کو امام کے بائیں جانب کھڑا کرتے تھے، رکوع میں کلائیاں زانوؤں پر بچھا دیتے (صحیح مسلم وغیرہ وغیرہ کیونکہ یہ چیزیں صحابہ کرامؓ کے جمِ غفیر کی بیان کردہ احادیث کے خلاف ہیں لہٰذا انہیں کسی نے تسلیم نہیں کیا، بالکل اسی طرح ترکِ رفع یدین کو بھی جو کہ صحابہ کرامؓ کے جمِ غفیر کی بیان کردہ احادیث کے خلاف ہے تسلیم نہیں کرنا چاہیئے۔

**تیسری حدیث** | حضرت براءؓ کہتے ہیں "میں نے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھا آپ جب صلوٰۃ شروع کرتے تو دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے 'ثمّ لا یعود'، پھر نہیں اٹھاتے تھے۔" (ابوداؤد)

'ثمّ لا یعود' کے جو الفاظ اس حدیث میں بیان کئے گئے ہیں اُن سے رکوع کے وقت عدم رفع یدین پر دلیل لی جاتی ہے، حالانکہ اِس حدیث میں رکوع کا کوئی ذکر نہیں، البتہ جو چیز اس حدیث سے ثابت ہوتی ہے وہ صرف یہ ہے کہ شروع صلوٰۃ میں ایک ہی دفعہ رفع یدین کرنا چاہیئے، بار بار نہیں۔ اور یہی اس حدیث کا صحیح مفہوم ہے۔

عدم رَفع یدین کا دارومدار کلّیتہً "ثمّ لا یعود" کے الفاظ پر ہے، لیکن یہ درحقیقت حضرت براءؓ کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ اس حدیث کے ایک راوی یزید بن ابی زیاد کے الفاظ ہیں۔ یزید اس حدیث کو دو طرح بیان کرتے تھے:۔

(۱) رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم شروع صلوٰۃ میں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ یا

---

نوٹ [1] امام محمدؒ، امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد تھے اور عدم رفع یدین کی حمایت میں کوئی ضعیف حدیث بھی اپنی موطا میں نہ لاسکے مگر کچھ صحابہ کے آثار، بعد میں وہ بھی ضعیف ثابت ہوئے۔ (محمد صدیق)

(۲) رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم شروع صلوٰۃ میں، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد ہاتھ اُٹھایا کرتے تھے (بیہقی ۲/۷۶)

گویا کبھی وہ اس حدیث کو مختصر بیان کرتے اور کبھی مفصّل، مختصر حدیث کو وہ ایک عرصۂ دراز تک مندرجہ بالا الفاظ کے ساتھ ہی بیان کرتے رہے۔ بعد میں جب وہ بوڑھے ہوگئے اور حافظہ خراب ہوگیا تو کوفہ والوں نے انہیں "ثمّ لا یعود" سکھادیا، وہ "ثمّ لا یعود" کہنے لگے (نیل الاوطار وغیرہ) بلکہ حد تو یہ ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے حضرت علی بن عاصم کے سامنے یہ حدیث بیان کی تو "ثمّ لا یعود" کو بیان نہیں کیا، حضرت علی بن عاصم نے کہا "آپ نے ثمّ لا یعود بھی تو کہا ہے" کہنے لگے مجھے یاد نہیں (دارقطنی) الغرض یزید نے خود ان الفاظ کا انکار کر دیا۔ ان کے حافظہ میں یہ الفاظ نہیں تھے، کوفہ والوں کے سکھلانے سے کہتے تھے۔

محمد بن ابی لیلےٰ نے اس حدیث کو یزید کے علاوہ ایک اور راوی سے بیان کیا ہے لیکن محمد بن ابی لیلےٰ بدحافظہ ہیں، انہوں نے غلطی سے یزید کے بجائے دوسرا نام لے دیا۔ محمد بن ابی لیلےٰ کی کتاب میں یزید ہی کا نام ہے (جزء رفع الیدین ص۱۵)

خلاصہ یہ ہوا کہ اس حدیث میں رکوع کے وقت رفع یدین کا ذکر موجود تھا، یزید نے پہلے اسے مختصر کیا، پھر اس میں کوفہ والوں کی تلقین پر "ثمّ لا یعود" بڑھادیا۔ الغرض جن الفاظ سے عدم رفع یدین پر استدلال کیا جاتا ہے وہ بے بنیاد ہیں۔

ان تین احادیث کے علاوہ جو احادیث اس سلسلہ میں بیان کی جاتی ہیں وہ ضعیف نہیں بلکہ موضوعات کی فہرست میں آتی ہیں۔ اُن کے ذکر سے کوئی فائدہ نہیں۔

**خلاصہ** | رفع یدین کی احادیث بڑی کثرت سے ہیں اور صحیح ترین اسناد سے مروی ہیں۔ عدم رفع یدین کی احادیث بہت کم ہیں، مزید برآں متناً یا سنداً ثابت نہیں۔ امام بخاریؒ لکھتے ہیں:-

"ولم یثبت عند اہل العلم عن احد من اصحابہ انہ لم یرفع یدیہ

اہل علم کے نزدیک کسی ایک صحابی سے بھی ثابت نہیں کہ وہ رفع یدین نہیں کرتا تھا۔

(جزء رفع الیدین ص۴)

## ۳۔ ترکِ رفعِ یدین تاریخ کی روشنی میں

صحابہ کرامؓ کے دور ہی میں بعض مخالفِ اسلام تحریکوں نے جنم لیا، جن میں خارجی اور سبائی تحریکیں سرفہرست ہیں۔ ان تحریکوں نے اسلامی سیاست کو پارہ پارہ کرنے کی ہی کوشش نہ کی بلکہ سب سے پہلا مسلم معاشرہ جس کی تربیت اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی اُس کو بھی بدنام کرنے میں انہوں نے کوئی دقیقہ فردگذاشت نہیں کیا۔ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کی بیخ کنی میں بھرپور کوشش کرتے رہے۔ قرآن وحدیث کو بے محل استعمال کرنا، قرآن وحدیث کے مقابلہ میں آرائے رجال کو پیش کرنا، مُتشابہات کی تاویلیں کرنا اور عقائد کو خراب کرنا ان لوگوں کا خاص مشغلہ تھا، انہوں نے اسلامی عبادات اور قوانین میں بھی تبدیلی کی کوشش کی، حتّٰی کہ صلوٰۃ جو دن میں پانچ مرتبہ ادا کی جاتی ہے اس کو بھی انہوں نے بگاڑنے میں بھرپور زور لگایا۔ اکثر نومسلم ان کے فریب میں آگئے۔ فرقہ بندی کی ابتداء ہوئی اور اس طرح ایک اسلام کے کئی اسلام بن گئے۔

فرقہ بندی نے شخصی عقیدت کو پیدا کیا، شخصی عقیدت نے شخصیت پرستی کو جنم دیا۔ شخصیت پرستی نے تقلیدِ شخصی اور جمود کے لئے راہ ہموار کی۔ فرقہ وارانہ مسائل کی حمایت میں حق پوشی ہونے لگی اور اس کے بعد حق کا انکار ہونے لگا، حتّٰی کہ یہ حمایت ترقی کرتے کرتے حمیّتِ جاہلیت تک پہنچ گئی۔

حمیّت اور جہالت کی بنیاد پر سنّتوں کو چھوڑا جانے لگا۔ پورے اسلام کو کس کس طرح مسخ کیا گیا، یہ تو ایک طویل مضمون ہے۔ ہم صرف ترکِ رفع یدین پر روشنی ڈال رہے ہیں، اس سے پہلے کہ ہم اصل مضمون کی ابتداء کریں یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ ترکِ سُنن کی ابتداء کب اور کیسے ہوئی اور صلوٰۃ کو بحیثیتِ مجموعی کب اور کس طرح بدلا گیا۔

**سُنّتوں کا ترک** (ایک دن) حضرت انسؓ نے لوگوں سے فرمایا "جو چیزیں رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھیں ان میں سے مجھے اب کوئی چیز نظر نہیں آتی"۔ لوگوں نے پوچھا،

" (کیا) صلوٰۃ (بھی اس طریقہ پر نہیں ہے)؟" حضرت انسؓ نے فرمایا "صلوٰۃ میں بھی تو تم لوگوں نے کیا کیا (تغیر و تبدل) کر دیا"۔ (صحیح بخاری کتاب المواقیت باب تضییع الصلوٰۃ عن وقتھا)

حضرت عثمان کہتے ہیں میں نے امام زہری سے سُنا وہ فرماتے تھے "میں (ایک دن) دمشق میں حضرت انسؓ سے ملنے گیا (میں نے دیکھا کہ) وہ رو رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کس چیز نے آپ کو رُلایا؟" حضرت انسؓ نے فرمایا "جو باتیں میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیکھی تھیں اُن میں سے اب کوئی بات مجھے نظر نہیں آتی سوائے صلوٰۃ کے، اور حقیقت یہ ہے کہ صلوٰۃ بھی ضائع کر دی گئی (یعنی وہ بھی اصلی حالت پر باقی نہیں رہی)" (صحیح بخاری کتاب المواقیت باب تضییع الصلوٰۃ عن وقتھا)

حضرت اُمّ درداءؓ کہتی ہیں :-

"(ایک دن) حضرت ابو درداءؓ غصّہ کی حالت میں میرے پاس آئے، میں نے کہا کس چیز نے آپ کو غصّہ دلایا ہے؟" حضرت ابو درداءؓ نے فرمایا "اللہ کی قسم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت میں کوئی بات (اصلی حالت پر) نہیں پاتا سوائے اس کے کہ یہ لوگ جماعت سے صلوٰۃ ادا کر لیتے ہیں"۔ (صحیح بخاری کتاب الاذان باب فضل صلاۃ الفجر فی جماعۃ)

حضرت مالکؒ بن ابی عامر الاصبحی کہتے ہیں :-

"میں نے لوگوں کو (یعنی صحابہ کرامؓ کو) جس حالت پر دیکھا تھا اُس میں سے میں اب کسی چیز کو نہیں دیکھتا سوائے اذان برائے صلوٰۃ کے (کہ وہ اپنی اصلی حالت پر موجود ہے)" (مؤطا امام مالکؒ باب ماجاء فی النداء للصلوٰۃ ص۲۵ وسندہ صحیح)

مندرجہ بالا روایات سے ثابت ہوا کہ عہدِ صحابہؓ و عہدِ تابعینؒ ہی میں عراق و شام وغیرہ ممالک کے اکثر لوگ سنّتوں کو ترک کرنے لگے تھے۔ سنّتوں کے ترک کو دیکھ کر صحابۂ کرامؓ کو بہت افسوس و صدمہ ہوتا تھا۔

**سُنّتیں ترک کرانے کی کوشش** حضرت جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے کوفہ کے گورنر حضرت سعدؓ سے فرمایا :-

"کوفہ والوں نے ہر معاملہ میں تمہاری شکایت کی ہے، حتّٰی کہ انہوں نے صلوٰۃ کے متعلق

بھی تمہاری شکایت کی ہے (کہ تم صلوٰۃ سنّت کے مطابق نہیں پڑھتے) "حضرت سعدؓ نے فرمایا" میں پہلی دو رکعتوں میں طول دیتا ہوں اور آخری دو میں تخفیف کرتا ہوں اور میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتا" حضرت عمرؓ نے فرمایا تم نے سچ کہا، تمہارے متعلق میرا یہی گمان تھا" (صحیح بخاری باب یطول فی الاولیین)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کوفہ والے نہ یہ کہ خود سنّت کے مطابق صلوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے بلکہ صحابہ کرامؓ کو بھی مجبور کرتے تھے کہ وہ بھی سنّت کے خلاف صلوٰۃ ادا کریں، حتیٰ کہ گورنر پر زور ڈالتے تھے کہ وہ بھی سنّت کے طریقہ کو ترک کر کے ان کا ہمنوا بن جائے۔

نئے نئے ملک فتح ہوتے چلے جا رہے تھے، نومسلمین کی تعداد بڑھتی چلی جا رہی تھی، مرکز اسلام، دار الہجرۃ یعنی مدینۃ النبی سے دوری کے باعث نومسلمین کی اکثریت میں پختگی پیدا نہیں ہوئی تھی، مختلف تخریبی تحریکوں کا شکار بھی یہی لوگ ہوتے تھے، مزید برآں تنزل ایک فطری چیز تھی، جتنا زمانہ گذرتا گیا اور نبوت سے بُعد ہوتا چلا گیا اتنا ہی تنزل بڑھتا چلا گیا۔ جو جذبۂ ایمانی صحابہ کرام میں تھا وہ تابعین میں باقی نہیں رہا، اور جو جذبۂ ایمانی تابعینؒ میں تھا وہ تبع تابعین میں باقی نہیں رہا۔ یہ تنزّل تدریجی تھا لیکن فطرت کے عین مطابق تھا۔ صلوٰۃ کے طریقہ میں، بلکہ پورے دین کے معاملے میں تدریجی طور پر تبدیلی آتی رہی۔ تنزل کی اس تیز رفتاری سے صرف ایک شہر محفوظ تھا اور وہ تھا مدینہ منوّرہ۔ حضرت انسؓ دوسری جگہ لوگوں کی دینی حالت دیکھ کر رونے تھے۔ لیکن وہی حضرت انسؓ جب کافی عرصہ کے بعد مدینہ منوّرہ واپس آئے تو ان سے سوال کیا گیا:-

"رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کی روشنی میں آپ ہم میں کونسی بری بات دیکھتے ہیں؟" حضرت انسؓ نے فرمایا" میں کوئی بری بات نہیں دیکھتا سوائے اس کے کہ تم صفیں سیدھی نہیں کرتے۔" (صحیح بخاری باب اثم من لم یتم الصفوف)

گویا مدینہ منوّرہ کے لوگ کافی عرصہ تک صحیح اسلام پر قائم رہے۔

مندرجہ بالا احادیث و آثار سے ثابت ہوا کہ صلوٰۃ کے طریقہ میں تبدیلی آ رہی تھی اور مسنون طریقہ آہستہ آہستہ متروک ہوتا چلا جا رہا تھا۔ اب ہم خاص

رفع یدین کے ترک پر روشنی ڈالتے ہیں۔

## ۴۔ رفع یدین پر متواتر عمل

**رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور رفع یدین** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے، اس میں تو کسی قسم کے شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رفع یدین کرنا صحیح بخاری، صحیح مسلم و دیگر کتب حدیث میں اصح الاسانید سے پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔ اب ہم صحابۂ کرامؓ کی روایت و عمل پر روشنی ڈالتے ہیں۔

**صحابۂ کرام اور رفع یدین** امام بخاریؒ لکھتے ہیں :-

"یہ کتاب ان لوگوں کی رد میں ہے جنہوں نے صلوٰۃ میں رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کا انکار کیا ہے۔" (جزء رفع الیدین ص۲)

پھر لکھتے ہیں :-

"اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل بھی ثابت ہے اور صحابۂ کرامؓ سے اس کی روایت بھی ثابت ہے۔" (جزء رفع الیدین ص۲)

پھر رفع الیدین کے متعلق حضرت علیؓ کی روایت کردہ حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :-

"اور اسی طرح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سترہ صحابیوں کے متعلق روایت ہے کہ وہ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے، ان میں یہ اصحاب شامل ہیں۔ حضرت ابو قتادہؓ، حضرت ابو اُسیدؓ، حضرت محمد بن مسلمہؓ، حضرت سہل بن سعدؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت انسؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت عبداللہ بن عمروؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت وائل بن حجرؓ، حضرت مالک بن حویرثؓ، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اور حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔"

(جزء رفع الیدین ص۳، ۴)

پھر رفع یدین کے متعلق بہت سی احادیث نقل کرنے کے بعد امام بخاریؒ لکھتے ہیں:۔

"حضرت عمر بن خطابؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت جابرؓ، حضرت عمیرؓ، حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔" (جزء رفع الیدین ص۱۲)

پھر امام بخاریؒ لکھتے ہیں :۔

"تحقیق حضرت عمرؓ سے یہ بات کئی سندوں سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے۔" (جزء رفع الیدین ص۳۵)

امام ترمذیؒ رفع یدین کے متعلق حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت کردہ حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :۔

"رفع یدین کے سلسلہ میں حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت وائلؓ، حضرت مالک بن حویرثؓ، حضرت انسؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت ابوحمیدؓ، حضرت ابواسیدؓ، حضرت سہلؓ، حضرت محمد بن مسلمہؓ، حضرت ابوقتادہؓ، حضرت ابوموسیٰؓ، حضرت جابرؓ اور حضرت عمیرؓ سے بھی روایت ہے۔"

پھر امام ترمذیؒ لکھتے ہیں :۔

"اور یہی قول ہے بعض صحابہؓ کا، جن میں ابن عمرؓ، جابرؓ، ابوہریرہؓ، انسؓ، ابن عباسؓ، عبداللہ بن زبیرؓ وغیرہم شامل ہیں.... اور امام عبداللہ بن مبارکؒ کہتے ہیں رفع یدین کی حدیث ثابت ہے..... اور ابن مسعودؓ کی حدیث کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین نہیں کیا مگر پہلی مرتبہ، ثابت نہیں...... اور اس باب میں حضرت براءؓ سے بھی روایت ہے.... ابن مسعودؓ کی حدیث (سنداً) حسن ہے اور یہی قول ہے کئی صحابیوںؓ اور تابعیوںؒ کا۔" (ترمذی باب رفع الیدین عندالرکوع)

**انتباہ** پہلے امام ترمذیؒ نے امام عبداللہ بن مبارکؒ کے قول سے حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث کو غیر ثابت بتایا اور بعد میں اس حدیث کو حسن کہا، اس میں کوئی تضاد نہیں۔ متن اس حدیث کا نقل بالمعنیٰ کی وجہ سے ثابت نہیں بلکہ غیر محفوظ ہے لیکن سند حسن

ہے۔ یعنی یہ حدیث متناً غیر محفوظ ہے، سنداً حسن ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اس کے متن ہی کو امام بخاریؒ اور امام ابو داؤد وغیرہ نے غیر محفوظ بتایا ہے۔

امام ترمذیؒ نے لکھا ہے کہ یہی قول ہے کئی ایک صحابیوں کا لیکن انہوں نے کسی صحابی کا نام نہیں لکھا، اگرچہ ترکِ رفع یدین بعض صحابیوں کی طرف منسوب ہے لیکن پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتا جیساکہ آگے آرہا ہے۔

علامہ احمد محمد شاکرؒ لکھتے ہیں :-

"امام حاکم اور امام ابو القاسم بن مندہ نے ذکر کیا کہ اس کے راویوں میں عشرۂ مبشرہ صحابہؓ بھی ہیں...... اور حافظ عراقی لکھتے ہیں کہ رفع یدین کو پچاس صحابہؓ نے روایت کیا ہے، جن میں عشرۂ مبشرہ صحابہؓ بھی شامل ہیں" (تعلیقات احمد شاکر علی الترمذی)

حضرت ابو حمید ساعدیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوٰۃ کا طریقہ بیان کیا جس میں رکوع سے پہلے، رکوع کے بعد اور دو رکعتوں سے کھڑے ہو کر رفع یدین کرنے کا ذکر تھا، تو صحابہ کرامؓ کی جماعت نے جو وہاں حاضر تھی کہا "صدقت ھٰکذا کان یصلی صلی اللہ علیہ وسلم" تم سچ کہتے ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی صلوٰۃ ادا کرتے تھے (ابو داؤد و ترمذی، سندہ صحیح)

جو صحابہؓ اس مجلس میں شریک تھے ان کے اسماء گرامی یہ ہیں :-

(۱) حضرت ابو ہریرہؓ (۲) حضرت سہلؓ (۳) حضرت زیدؓ (۴) حضرت عقبہؓ (۵) حضرت ابو مسعودؓ (۶) حضرت ابن عمرؓ (۷) حضرت سلمانؓ (۸) حضرت ابو موسیٰؓ (۹) حضرت ابو سعیدؓ (۱۰) حضرت بریدہؓ (۱۱) حضرت عمارؓ (۱۲) حضرت ابو قتادہؓ (۱۳) حضرت محمد بن مسلمہؓ (۱۴) حضرت ابو اسیدؓ (۱۵) حضرت حسنؓ اور حجرہ میں (۱۶) حضرت عائشہ صدیقہؓ اور (۱۷) حضرت ام درداءؓ۔ (تسہیل القاری شرح صحیح بخاری)

امام بیہقیؒ نے ان صحابہؓ کے اسماء گرامی جن سے رفع یدین کی حدیث مروی ہے جمع کئے ہیں۔ ان کی تعداد تیس۳۰ تک پہنچ گئی ہے۔ پھر لکھتے ہیں رفع یدین ان سے بھی مروی ہے (۱) حضرت عثمانؓ (۲) حضرت طلحہؓ (۳) حضرت زبیرؓ (۴) حضرت سعدؓ (۵) حضرت سعیدؓ

(۶) حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ (۷) حضرت ابو عبیدہؓ (۸) حضرت زید بن ثابت (۹) حضرت ابی بن کعبؓ (۱۰) حضرت ابن مسعودؓ اور (۱۱) حضرت زیاد بن حارثؓ۔

علامہ سیوطیؒ نے اپنی کتاب الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ میں رفع یدین کی حدیث کو متواتر قرار دیا ہے (دراسات اللبیب ص۱۶۹)

(۱) حضرت وائلؓ فرماتے ہیں :۔

"میں نے صحابہؓ کو دیکھا کہ وہ (سردی کی وجہ سے) بڑے بڑے بھاری کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ وہ صلوٰۃ میں اپنے ہاتھوں کو کپڑوں کے اندر اٹھاتے تھے۔" (رواہ ابو داؤد بسند صحیح ورویٰ نحوہ البخاری فی جزء رفع الیدین ص۱۳)

(۲) امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں :۔

"رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے ہاتھ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا پنکھے ہیں۔ وہ ہاتھ اٹھاتے تھے جب رکوع کرتے۔ اور جب رکوع سے سر اٹھاتے۔ (جزء رفع الیدین للامام البخاری ص۱۳ وسندہ صحیح)

امام بخاریؒ لکھتے ہیں :۔

"اہلِ علم کے نزدیک کسی ایک صحابی سے بھی یہ بات ثابت نہیں ہوئی کہ وہ رفع یدین نہیں کرتا تھا۔ (جزء رفع الیدین ۱۴)

اس کے آگے امام بخاریؒ فرماتے ہیں :۔

"اہلِ حجاز اور اہلِ عراق کے اہلِ تحقیق علماء جن کو ہم نے پایا جن میں عبداللہ بن زبیرؒ، علی بن عبداللہ جعفرؒ۔ یحییٰ بن معینؒ، احمد بن حنبلؒ اور اسحٰق بن راھویہؒ شامل ہیں، اور یہ اپنے زمانہ میں اہلِ علم شمار کیے جاتے تھے، اُن میں سے کسی کے نزدیک ایسی کوئی حدیث ثابت نہیں تھی جس میں یہ ہو کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا کسی ایک صحابی نے بھی رفع یدین نہ کیا ہو۔"

(جزء رفع الیدین ص۱۶)

مندرجہ بالا عبارت سے ظاہر ہوا کہ امام بخاریؒ کے زمانہ تک اہلِ کوفہ کے محدثین کے نزدیک بھی ترکِ رفع کی کوئی حدیث ثابت نہیں تھی، یعنی ۲ دو سو سال تک کسی اہلِ علم کے

نزدیک کوئی حدیث ترکِ رفع کی ثابت نہیں ہوئی تھی۔ حالانکہ وہ احادیث جن کو ترکِ رفع کے ثبوت میں اب پیش کیا جاتا ہے وہ ان علماء کو بھی معلوم تھیں اور ان ہی کی روایت سے ہم تک پہنچی ہیں۔

اب ہم تابعین اور تبع تابعین کا حال بتاتے ہیں:۔

تابعین اور تبع تابعین کے دور میں دو قسم کے لوگ ہیں۔ (۱) اہلِ علم (۲) علم سے بے بہرہ۔

علم سے بے بہرہ لوگوں کی صلوٰۃ کا حال اوپر بتایا گیا ہے کہ ان میں سے اکثریت نے صلوٰۃ کے طریقہ میں بہت کچھ تبدیلی کر لی تھی۔ لیکن اہلِ علم اور اُن سے استفادہ کرنے والے تابعین اور تبع تابعین کی اکثریت سنّت کے مطابق صلوٰۃ ادا کرتی تھی اور رفع یدین بھی کرتی تھی۔ آئندہ سطور میں ہم اہلِ علم تابعین سے رفع یدین کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

## اہلِ علم تابعین اور تبع تابعین سے رفع یدین کا ثبوت

امام بخاریؒ لکھتے ہیں:

"اور اسی طرح رفع یدین کی روایت اہلِ مکّہ، اہلِ حجاز، اہلِ عراق، اہلِ شام، اہلِ بصرہ و اہلِ یمن کے متعدّد علماء سے پائی جاتی ہے اور خراسان کے بھی متعدّد علماء سے بھی مروی ہے۔۔۔۔۔۔۔ اور انکے علاوہ علماء کی ایک کثیر تعداد سے رفع یدین مروی ہے۔ اور اسی طرح اُمّ دردادؓ سے مروی ہے کہ وہ رفع یدین کرتی تھیں، اور تحقیق عبداللہ بن مبارکؒ رفع یدین کرتے تھے، اور اسی طرح ابن مبارک کے عام اصحاب رفع یدین کرتے تھے۔

جن اہلِ علم کا ہم نے ذکر کیا ان میں کوئی اختلاف نہیں، اور عبداللہ بن زبیرؓ، علی بن عبداللہؒ، یحییٰ بن معینؒ، احمد بن حنبلؒ اور اسحٰق بن ابراہیمؒ، یہ سب کے سب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے رفع یدین کرنے کی احادیث کو ثابت سمجھتے ہیں، انہیں حق سمجھتے ہیں، اور یہ لوگ اپنے زمانہ کے اہلِ علم ہیں"۔ (جزء رفع الیدین صفحہ ۵)

پھر امام بخاریؒ تحریر فرماتے ہیں:۔ "یہ مکّہ والے ہیں، مدینہ والے ہیں، یمن والے ہیں اور عراق والے ہیں۔ تحقیق یہ سب کے سب رفع یدین پر متّفق ہیں۔ (جزء رفع الیدین صفحہ ۲۳)

پھر امام بخاریؒ لکھتے ہیں: جس نے یہ دعویٰ کیا کہ رفع یدین بدعت ہے اُس نے طعن کیا صحابہؓ

کرامؓ پر اور سلف اور ان کے بعد کے لوگوں پر اور اُس نے طعن کیا اہلِ حجاز پر، اہلِ مدینہ پر، اہلِ مکہ پر، اہلِ عراق کے متعدد علماء پر، اہلِ شام پر، اہلِ یمن پر اور علماء اہلِ خراسان پر ۔" (جزء رفع الیدین ص۲۴)

پھر امام بخاریؒ لکھتے ہیں :-

"علی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے مشائخ میں سے کسی کو بھی نہیں دیکھا کہ وہ رفع یدین نہ کرتا ہو۔"

امام ترمذیؒ لکھتے ہیں :-

" اور یہی قول ہے امام مالکؒ، امام معمرؒ، امام اوزاعیؒ اور امام سفیان بن عیینہؒ کا، اور یہی قول ہے امام شافعیؒ کا۔" (کذافی بعض نسخ الترمذی ذکرہ احمد محمد شاکر فی تعلیقاتہ)

امام حاکم نام بنام ان تابعین کا ذکر کرتے ہیں جو رفع یدین کرتے تھے، پھر فرماتے ہیں :-
"شہروں میں اہلِ علم کی کثیر تعداد رفع یدین کرتی تھی رحمہم اللہ۔" (سنن بیہقی ج۲ ص۲)

علامہ تقی الدین نے اپنے رسالہ رفع الیدین میں حمیدی، یعقوب بن مدینی اور اہل الظاہر کا نام بھی لکھا ہے۔

علماء تابعین اور تبع تابعین کے اس جمِّ غفیر کے مقابلہ میں صرف چند تبع تابعین کے نام ملتے ہیں جو رفع یدین نہیں کرتے تھے ـــــ امام ترمذیؒ لکھتے ہیں کہ یہ قول ہے سفیان (ثوری) اور اہلِ کوفہ کا۔ امام بخاریؒ لکھتے ہیں (سفیانؒ) ثوری، وکیعؒ اور بعض کوفی رفع یدین نہیں کرتے تھے (جزء رفع الیدین ص۲۵)

سفیان ثوریؒ اور وکیعؒ بھی کوفی ہیں، گویا رفع یدین نہ کرنے والے صرف کوفی ہیں اور کوئی نہیں۔

امام محمد بن نصرؒ مروزی فرماتے ہیں :-

"تمام شہروں کے علماء کا رفع یدین پر اجماع ہے سوائے اہل کوفہ کے۔" (نیل ج۲ ص۱۵)

# ۵۔ ترکِ رفع یدین کی تاریخ

**رفع یدین کرنے پر تعجب** اہل کوفہ وغیرہ کی یہ کوشش رہی کہ صلوٰۃ کا طریقہ سنّت کے مطابق نہ رہے۔ ان کی اس کوشش کا ذکر پہلے گذر چکا ہے۔ خصوصاً صحیح بخاری کی وہ روایت جس میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے خلاف اہلِ کوفہ کی شکایت کا ذکر ہے قابلِ غور ہے۔

صحابہ کرامؓ کے آخری دور میں ترکِ سُنن کا معاملہ کافی ترقی کر چکا تھا۔ عام لوگ جب کسی کو متروکہ سنّت پر عمل کرتے دیکھتے تو تعجب کا اظہار کرتے تھے۔ مثلاً عکرمہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ (چار۴ رکعت) صلوٰۃ میں ۲۲ تکبیریں کہتا ہے۔ انہوں نے اس بات کا ذکر حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کیا اور کہا کہ وہ احمق ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا "تم پر افسوس! یہ تو ابوالقاسم (رسُولُ اللہ) صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت ہے"۔
(صحیح بخاری باب التکبیر اذا قام من السجود)

اسی طرح رفع یدین کے معاملہ میں اظہارِ تعجب کے واقعات ملتے ہیں۔ مثلاً

حضرت وائل فرماتے ہیں کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع صلوٰۃ میں، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے اور جب سجدوں سے سر اٹھاتے رفع یدین کرتے تھے (صحیح مسلم)

محمد بن جحادہؒ اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں :-

"میں نے اِس حدیث کا ذکر امام حسن بصریؒ سے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوٰۃ تو یہی ہے، جو رفع یدین کرتا ہے، کرتا ہے، جو نہیں کرتا، نہیں کرتا"
(ابو داؤد جلد ۱ صـ ۱۱۲) یعنی سنّت تو یہی ہے لوگ کریں یا نہ کریں۔

اس روایت سے محمد بن جحادہؒ کا تعجب اور حسن بصریؒ کا تاسف ظاہر ہے۔

**رفع یدین کرنے پر طعنہ** امام عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ :- "میں نعمان بن ثابتؒ (امام ابو حنیفہؒ) کے پہلو میں صلوٰۃ ادا کر رہا تھا، میں نے رفع یدین کیا تو انہوں نے فرمایا میں ڈرا کہ کہیں تم اڑ نہ جاؤ۔ میں نے کہا کہ جب پہلی مرتبہ رفع یدین کرنے سے نہیں

اڑا تو دوسری مرتبہ رفع یدین کرنے سے کیسے اُڑتا۔" (جزء رفع الیدین ص۱۹ و بیہقی جز ۲ ص۸۳)

**متنِ حدیث میں الحاق** رفع یدین کے ترک کرانے کی سازش تکمیل کے مراحل اسی وقت طے کرسکتی تھی جب اس کی تائید میں کوئی حدیث بھی ہو۔ لہٰذا اہلِ کوفہ نے حدیث کے متن میں تحریف کی کوشش کی۔ اس چیز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ان کی نظر یزید بن ابی زیاد پر پڑی جو بڑھاپے کی وجہ سے ضعفِ حافظہ کا شکار تھے۔ حضرت سفیانؒ کہتے ہیں:۔

"ہم سے یزید بن ابی زیاد نے مکہ میں عبدالرحمٰن اور حضرت براءؓ کی وساطت سے بیان کیا کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے جب صلوٰۃ شروع کرتے، جب رکوع کا ارادہ کرتے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے، پھر میں (ایک مرتبہ) کوفہ گیا تو میں نے یزید سے سنا کہ وہ اس حدیث کو اس طرح بیان کرنے لگے کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے جب صلوٰہ شروع کرتے، پھر نہیں لوٹاتے تھے۔ میں سمجھ گیا کہ کوفہ والوں نے ان کو سکھا دیا۔" (رواہ البیہقی ج ۲ ص۷۷)

بلکہ ابتداء میں تو خود یزید نے "ثم لا یعود" کا انکار کیا (دارقطنی) لیکن بار بار تلقین کی گئی تو ان کے ذہن میں یہ لفظ جم گیا اور وہ اس کو بیان کرنے لگے۔

**حدیث کا غلط مطلب نکالنا** متنِ حدیث میں الحاق کرنے سے بھی جب کام نہیں چلا تو کسی صحیح حدیث کو غلط مفہوم پہنایا گیا۔ مثلاً۔

(۱) حضرت جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں:۔

"رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کیا بات ہے کہ میں تم کو اس طرح ہاتھ اٹھاتے دیکھتا ہوں گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہیں۔ صلوٰۃ میں سکون اختیار کرو۔" (صحیح مسلم)

اس حدیث کا مطلب یہ لیا گیا کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ میں رفع یدین سے منع فرمادیا۔

حدیثِ بالا کا تعلق سلام کے وقت رفع یدین کرنے سے ہے جیسا کہ اگلی روایت میں صراحت ہے۔ حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں:۔

"ہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے تھے (تو اس طرح کرتے تھے) پھر انہوں نے دونوں ہاتھوں سے دونوں طرف اشارہ کرکے بتایا۔" (صحیح مسلم)

الغرض، اس حدیث میں سلام کے وقت دونوں ہاتھوں کو اٹھانے کی ممانعت تھی، لوگوں نے اس کو دوسری طرف محمول کرلیا۔

(۲) ترمذی وغیرہ کی ایک حدیث میں حضرت ابن مسعودؓ کا یہ فعل بیان کیا گیا ہے کہ:-

"انہوں نے ہاتھ نہیں اٹھائے مگر ایک مرتبہ۔" (ترمذی والوداؤد)

اس حدیث سے صرف اتنا ثابت ہوتا تھا کہ عبداللہ بن مسعودؓ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ شروع کرتے وقت ایک مرتبہ رفع یدین کرتے تھے، لیکن مطلب یہ لیا جانے لگا کہ پھر رکوع کے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اسی لئے امام ابوداؤد نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھا:-

"یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ ان معنوں پر صحیح نہیں۔" (ابوداؤد جلد اول ص۱۱۶)

کیونکہ حدیث مذکور کا مفہوم ترک رفع یدین عندالرکوع نہیں تھا اسی وجہ سے امام محمد نے اسے اپنے دلائل میں ذکر نہیں کیا، بلکہ انہوں نے اپنے دلائل میں ایک بھی مرفوع حدیث پیش نہیں کی (ملاحظہ ہو موطا امام محمدؒ)

**مناظرہ وضع کیا گیا** جب مذکورۂ بالا طریقہ سے کام نکلتا نظر نہیں آیا تو امام اوزاعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے درمیان ایک مناظرہ وضع کیا گیا:-

امام اوزاعیؒ نے کہا۔ "کیا بات ہے کہ تم لوگ رکوع سے قبل اور رکوع کے بعد رفع یدین نہیں کرتے؟" امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا" اس لئے کہ اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث صحیح نہیں۔"

امام اوزاعیؒ نے فرمایا "کیسے صحیح نہیں، مجھ سے امام زہری نے بواسطہ سالم اور عبداللہ بن عمرؓ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع صلوٰۃ میں، رکوع سے قبل اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔"

امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ "مجھ سے حماد نے بسلسلہ ابراہیم عن علقمہ عن ابن مسعودؓ فرمایا کہ

رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین نہیں کرتے تھے سوائے شروع صلوٰۃ کے، پھر رفع یدین کا اعادہ نہیں کرتے تھے۔ (کبریٰ ص۱۱۶)

**مناظرہ کا تجزیہ بہ لحاظِ متن** (۱) امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ "رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع یدین کی کوئی حدیث صحیح نہیں"۔ امام ابو حنیفہؒ کی طرف منسوب کردہ یہ قول کتنا مضحکہ خیز ہے۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفع یدین کرنے کی حدیثیں صحیح بخاری و صحیح مسلم اور موطا امام مالک میں اصح الاسانید سے مروی ہیں، اسنادِ حدیث میں تمام کے تمام راوی ائمہؒ دین ہیں۔ مثال کے طور پر موطا امام مالکؒ میں یہ راوی ہیں :۔ امام زھریؒ، امام سالمؒ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ۔ بتائیے ان میں کونسا راوی ضعیف ہے؟ یہی وہ سند ہے جو بڑے بڑے ائمہؒ کے توسط سے صحیح بخاری و صحیح مسلم میں منتقل ہوگئی ہے۔

ابو داؤد کی سند میں یہ راوی ہیں :۔ امام احمد بن حنبلؒ، امام سفیانؒ، امام زہریؒ، امام سالمؒ، عبداللہ بن عمرؓ۔

کیسے کیسے امام عالی شان اس حدیث کی سند میں ہیں۔ اسی طرح متعدد صحابیوں سے متعدد اسناد بالکل صحیح ہیں۔ موافق ہی نہیں مخالف بھی ان کی صحت کو تسلیم کرتے آئے ہیں۔

امام ابو حنیفہؒ کو ضرور یہ حدیثیں پہنچی ہوں گی، ان حدیثوں کے روایت کرنے والے امام ابو حنیفہؒ کے اسناد ہی ہیں۔ یہ تمام خود بھی رفع یدین کرتے تھے۔ مثلاً

امام مالکؒ، امام عطاء بن ابی رباحؒ، امام اوزاعیؒ، امام مکحولؒ، امام عمرو بن مرہؒ، امام طاؤسؒ، امام عبداللہ بن دینارؒ، امام زہریؒ، امام عبیداللہ بن عمرؒ، امام سالمؒ، امام محاربؒ، امام قتادہؒ، امام شعبہؒ، امام عاصمؒ، امام عبدالرحمٰن الاعرجؒ وغیرہ۔

یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ان ائمہؒ دین کی شاگردی کے باوجود امام ابو حنیفہؒ کو رفع یدین کی حدیث کا علم نہ ہوسکا۔ کیا ان ائمہ نے رفع یدین کی حدیث کو چھپالیا، اپنے شاگرد کو یہ حدیث نہیں پڑھائی؟

امام ابو حنیفہؒ کے تلامذہ کی طرف نظر ڈالئے تو وہ بھی رفع یدین کی حدیث کے راوی ہیں۔ مثلاً امام محمدؒ، امام عافیہؒ، امام وکیعؒ، امام فضل بن دکینؒ، امام ابراہیم بن طہمانؒ

وغیرہ۔ یہ سب رفع یدین کی حدیث کے راوی ہیں۔ لیکن حیرت کا مقام ہے کہ انہوں نے امام ابو حنیفہؒ سے رفع یدین یا عدم رفع یدین کی کوئی حدیث روایت نہیں کی۔ پھر یحییٰ بن سعید القطان، امام عبداللہ بن مبارک، امام عبدالرزاق بھی امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد ہیں اور یہ لوگ بھی رفع یدین کی حدیث کے راوی ہیں اور رفع یدین کے عامل بھی۔ پھر ان شاگردوں کے شاگرد بھی بڑے بڑے ائمۂ دین ہیں، وہ بھی تقریباً سب کے سب رفع یدین کے ناقل اور عامل ہیں۔ غرضکہ امام ابو حنیفہؒ کے اوپر اور نیچے کے تمام محدثین رفع یدین کرتے تھے۔ صرف ایک امام ابو حنیفہؒ بیچ میں رہ جاتے ہیں۔

اس تمام بحث سے ثابت یہ ہوا کہ یہ قول کہ "رفع یدین کی کوئی حدیث صحیح نہیں"۔ امام ابو حنیفہؒ کی طرف غلط منسوب ہے۔

(۲) اگر فرض کر لیا جائے کہ امام ابو حنیفہؒ کا یہ دعویٰ صحیح تھا کہ رفع یدین کی کوئی حدیث صحیح نہیں تو پھر جب امام اوزاعیؒ نے مع سند کے حدیث بیان کی تو اپنے دعوٰی کے مطابق اس حدیث کی سند کو ضعیف ثابت کرنا چاہیئے تھا لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا، گویا صحت کے قائل ہو گئے۔

(۳) امام ابو حنیفہؒ نے ایک صحیح حدیث کے مقابلہ میں دوسری صحیح حدیث پیش کر دی۔ یہ صورت بھی مناسب نہیں یہ تو حدیثوں میں ٹکراؤ پیدا کرنا ہے۔ اگر دونوں صحیح ہیں تو دونوں کو ماننا ہے۔ پھر طرفہ یہ کہ امام ابو حنیفہؒ کی بیان کردہ حدیث میں صراحت کے ساتھ رکوع کے وقت رفع یدین نہ کرنے کا کوئی ذکر ہی نہیں۔

**مناظرہ کا تجزیہ بلحاظ سند** اس مناظرہ کی سند میں تین کذّاب راوی ہیں :۔

۱۔ سلیمان شاذکونی، جس کے متعلق امام حبان کہتے ہیں :۔

"یکذب ویضع الحدیث۔ سلیمان جھوٹ بولتا تھا اور حدیثیں بنایا کرتا تھا"۔ (التحقیق الراسخ صفحہ ۱۷۵)

۲۔ حارثی۔ یہ بھی حدیثیں بنایا کرتا تھا۔

۳۔ محمد بن ابراہیم رازی دجّال تھا۔ حدیثیں بناتا تھا۔ (حیات ابو حنیفہؒ مؤلفہ ابوزہرہ کا

حاشیہ ص۴۳۹)

اس مناظرہ کے تین راوی حدیثیں گھڑنے والے ہیں۔

الغرض یہ مناظرہ سنداً اور متناً دونوں طرح باطل اور جھوٹ ہے اور محض رفع یدین کی دشمنی میں بنایا گیا ہے۔

**ظن وتخمین سے رفع یدین کا انکار** | جو لوگ رفع یدین کے قائل نہیں تھے انہوں نے ظن وتخمین کی بنیاد پر رفع یدین کی صحیح حدیث کو تسلیم نہیں کیا۔ مثلاً جب ابراہیم نخعی کے سامنے حضرت وائل بن حجرؓ کی روایت کردہ رفع یدین کی حدیث کا ذکر آیا تو کہنے لگے وائلؓ نے ایک مرتبہ رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہوگا۔ عبداللہ (بن مسعودؓ) نے پچاس ۵۰ مرتبہ رفع یدین نہ کرتے ہوئے دیکھا ہے (طحاوی)

**تجزیہ** | ابراہیم نخعی کا یہ کہنا کہ ابنِ مسعودؓ نے پچاس ۵۰ مرتبہ رفع یدین نہ کرتے ہوئے دیکھا محض دعویٰ ہے، کسی حدیث میں ایسے الفاظ نہیں ہیں۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں:۔

"یہ ابراہیم نخعی کا محض ظن ہے کہ وائلؓ نے ایک مرتبہ رفع یدین کرتے دیکھا، حالانکہ وائلؓ نے خود بیان کیا ہے کہ انہوں نے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کو کئی مرتبہ رفع یدین کرتے دیکھا اور وائلؓ ان گمانوں کے محتاج نہیں اس لئے کہ ان کا معائنہ ومشاہدہ دوسرے کے گمان سے بہت بہتر ہے۔" (جزء رفع الیدین ص۲۳)

**رفع یدین کے خلاف حدیثیں گھڑی گئیں** | دشمنانِ اسلام جو صلوٰۃ کی ہیئتِ مسنونہ کے بگاڑنے میں سرتوڑ کوشش کر رہے تھے، انہوں نے صرف یہی نہیں کیا کہ حدیث کے متن میں تحریف کی کوشش کی، صحیح حدیث کو بے محل پیش کیا، مناظرہ گھڑا، بلکہ انہوں نے یہ بھی کیا کہ رفع یدین کے خلاف بہت سی حدیثیں گھڑیں۔ مثلاً:

۱۔ منافقین آستینوں اور بغلوں میں بت رکھ کر لاتے تھے، بتوں کو گرانے کے لئے رفع یدین کیا گیا، بعد میں چھوڑ دیا گیا۔ اس حدیث کا کہیں پتہ نہیں، البتہ جہلاء کی زبانوں پہ گھومتی رہتی ہے۔

۲۔ نہایہ کے مصنف نے تین ۳ حدیثیں اپنی کتاب میں نقل کیں۔ (الف) حضرت ابن زبیرؓ

کہتے ہیں کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین کیا تھا، بعد میں چھوڑ دیا۔

(ب) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین ترک کر دیا۔

(ج) ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھائے، ہم نے بھی ہاتھ اُٹھائے۔ آپ نے ہاتھ اٹھانا چھوڑ دیا ہم نے بھی چھوڑ دیا۔

یہ تینوں روایتیں موضوع اور بے سند ہیں۔

۳۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ عشرہ مُبشّرہ صحابی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

یہ بھی موضوع ہے۔ مولوی عبدالحیٔ صاحب فرنگی محلی لکھتے ہیں" لا عبرۃ بھذا الاثر مالم یوجد سندہ " یعنی اس اثر کا کوئی اعتبار نہیں جب تک اس کی سند نہ ملے (التعلیق المجد ص۱۰)

۴۔ مجاہدؒ کہتے ہیں میں ابن عمرؓ کے ساتھ دس سال رہا، لیکن میں نے ان کو رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔

یہ روایت بھی بے سند اور جھوٹی ہے۔

۵۔ عباد بن زبیرؒ کہتے ہیں کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (بیہقی)

اول تو یہ روایت مُرسل ہے، مزید برآں اس کی سند میں تین راوی ضعیف ہیں حفص بن غیاث کا حافظہ بگڑ گیا تھا۔ محمد بن ابی یحییٰ متکلم فیہ ہے اور محمد بن اسحٰق بن ابراہیم بن محمد بن عکاشہ حدیثیں بناتا تھا (تسہیل القاری) الغرض یہ حدیث ابن عکاشہ کی وضع کردہ ہے۔

۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بھی اسی قسم کی روایت ہے (بیہقی) امام بیہقی نے امام حاکم کا قول نقل کیا ہے کہ "یہ حدیث بناوٹی ہے۔"

۷۔ "ابنِ مسعودؓ نے فرمایا "میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکرؓ و عمرؓ کے ساتھ صلوٰۃ پڑھی، یہ لوگ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے مگر شروع صلوٰۃ میں۔" (بیہقی وغیرہ)

اس حدیث کو امام احمدؒ، امام ابن جوزیؒ، امام ابن تیمیہؒ اور امام شوکانیؒ نے موضوع کہا ہے۔ (تسہیل القاری والفوائد المجموعۃ)

۸۔ ابنِ مسعودؓ کہتے ہیں "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے، ابوبکرؓ و عمرؓ کے پیچھے ۲ سال اور علیؓ کے پیچھے کوفہ میں پانچ سال صلوٰۃ ادا کی، یہ لوگ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔"

یہ حدیث بھی گھڑی ہوئی ہے۔ اس حدیث کا ایک راوی اصبغ بن خلیل ہے، یہ مالکی مذہب کا مفتی تھا، حدیث کے علم سے کورا، علمِ حدیث اور اصحابِ حدیث کا دشمن تھا۔ اس نے مالکی مذہب کی تائید میں یہ حدیث بنائی۔ حضرت ابنِ مسعودؓ کا انتقال حضرت عثمانؓ کی خلافت میں ہوگیا تھا، لہٰذا ان کا یہ کہنا کہ میں نے کوفہ میں علیؓ کے پیچھے پانچ سال تک صلوٰۃ ادا کی کس قدر مضحکہ خیز ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصبغ علمِ تاریخ سے بھی نابلد تھا ورنہ حدیث بناتے وقت ایسی فاحش غلطی نہ کرتا۔ (تذکرۃ الموضوعات ص۳۹)

۹۔ ترکِ رفع کی حدیثیں بنانے بناتے بعض دشمنانِ اسلام کو یہاں تک سوجھی کہ ایسی حدیثیں بنانے لگے کہ جو شخص رفع یدین کرے گا اس کی صلوٰۃ نہ ہوگی۔ اس قسم کی ایک روایت محمد بن عکاشہ نے حضرت انسؓ کے حوالہ سے بنائی اور ایک روایت مامون بن احمد سلمی نے حضرت ابوہریرہؓ کے حوالہ سے بنائی۔ دونوں جھوٹی ہیں۔ (تسہیل القاری شرح صحیح بخاری)

## رفع یدین کرنے پر مارپیٹ

صلوٰۃ کی ہیئتِ مسنونہ خصوصاً رفع یدین کے خلاف جو سازش کی گئی وہ عدمِ تشدد تک ہی محدود نہ رہی۔ دھوکا، فریب سے بھی جب لوگوں نے رفع یدین نہیں چھوڑا تو رفع یدین کرنے پر زدوکوب کیا جانے لگا۔

مثلاً :۔ ایک شخص نے اپنے بھائی کو رفع یدین کرنے پر کوڑوں سے مارا۔ ایک دن وہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے ملاقات کرنے آیا۔ عمر بن عبدالعزیزؒ سے جب اجازت طلب کی گئی تو فرمایا :۔

"یہ وہی شخص ہے جس نے اپنے بھائی کو رفع یدین کرنے پر کوڑے مارے تھے۔"

پھر فرمایا :۔

"ہم لڑکے تھے، مدینہ منورہ میں رہا کرتے تھے، رفع یدین کرنے کے لئے ہمیں تادیب کی جاتی تھی۔ پھر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اُسے اجازت نہیں دی۔" (جزء رفع الیدین ص۹ و سندہ حسن)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے متعلق ہے کہ :-

"وہ جب کسی کو دیکھتے کہ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین نہیں کرتا تو اس کو کنکریاں مارتے تھے۔" (جزء رفع الیدین للامام البخاری صہ ۹ وسندہ حسن)

ان روایتوں سے ثابت ہوا کہ صحابہؓ اور اکابر تابعین کے دور میں مدینہ منورہ میں بچوں کو رفع یدین بڑے اہتمام سے سکھایا جاتا تھا، اور اس کے ترک پر تنبیہ کی جاتی تھی۔ لیکن ایک زمانہ وہ بھی آیا کہ رفع یدین کرنے پر مارا جانے لگا۔ اس کی ابتدار دشمنان اسلام نے کی۔ نتیجۃً فرقہ بندی پیدا ہوئی، پھر فرقہ پرستوں نے نہ صرف یہ کہ حدیثیں گھڑیں بلکہ رفع یدین کرنے والوں کو سزا بھی دینے لگے۔ مثلاً

۱۔ مالکیوں سے پوچھا گیا کہ تم لوگ رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اپنے کو زدوکوب سے بچانے کے لئے۔ (احکام الاحکام شرح عمدۃ الاحکام للعلامۃ ابن دقیق العید)

۲۔ ایک شخص نے اپنے مذہب سے علیحدہ ہو کر رفع یدین کرنا شروع کیا۔ شیخ ابوحفص نے بادشاہ سے شکایت کی۔ بادشاہ نے جلاد کو حکم دیا کہ اس کو سربازار کوڑے مارے جائیں۔ سزا کے ڈر سے اس نے رفع یدین ترک کر دیا۔ (الارشاد حصۂ اول صہ ۱۸۴ مصنفہ حکیم ابویحییٰ محمد صاحب شاہجہان پوری بحوالہ فتاویٰ حمادیہ و تاتارخانیہ)

الغرض اس قسم کے بہت سے واقعات پیش آئے، ماضی قریب میں بھی اسی روایت کو دوہرایا گیا۔ برصغیر پاک و ہند کی تاریخ بھی اس کی گواہ ہے۔

**خلاصہ** | دشمنانِ اسلام اور اس کے جانشین متعصب فرقہ پرستوں نے رفع یدین کے خلاف جو سازشیں کیں ان کا خلاصہ یہ ہے :-

(۱) صحیح حدیثوں کو بے موقع و بے محل استعمال کیا گیا۔

(۲) عدم ذکر کو ذکر پر ترجیح دی گئی۔

(۳) متنِ حدیث میں تحریف کی گئی۔

(۴) رفع یدین کے خلاف حدیثیں بنائی گئیں، مناظرہ گھڑا گیا۔

(۵) بعض اچھے لوگ بھی اس سے متاثر ہو کر رفع یدین کا مذاق اڑانے لگے، ظن و تخمین

سے مستند حدیثوں کو مسترد کرنے لگے۔

(۹) رفع یدین کرنے پر زدو کوب کیا گیا اور زبردستی ترک کروایا گیا۔

## (۶) ماضی قریب اور موجودہ زمانہ میں رفع یدین چھوڑنے کا خوشنما بہانہ

ماضی قریب میں جہاد کی ایک تحریک جاری ہوئی۔ تحریک نے کافی ترقی اور کامیابی حاصل کی۔ لیکن آخر میں ایک خوشنما وسوسہ دل میں آیا کہ "کہیں ایسا نہ ہو کہ رفع یدین سے عام لوگ متنفر ہو کر ہمارا ساتھ چھوڑ دیں اور تحریکِ جہاد اور تبلیغِ توحید ختم ہو جائے۔ توحید، جہاد اور انعقادِ خلافت یقیناً سنّت سے زیادہ اہم چیزیں ہیں" لہٰذا رفع یدین کو چھوڑ دیا گیا۔ پھر کیا ہوا، یہ سب کو معلوم ہے۔ کامیابی، ناکامی سے بدل گئی۔ ترکِ سنّت کے وبال نے تحریک کا خاتمہ کر دیا۔[1]

موجودہ زمانہ میں بھی بعض تحریکیں توحید کی بنیاد پر چل رہی ہیں، اور اسی خوشنما وسوسے نے رفع یدین کی سنّت سے ان لوگوں کو محروم کر دیا ہے۔

بعض لوگوں کے دلوں میں ایک اور خوشنما وسوسہ بھی آتا ہے۔ ہو سکتا ہے بعض لوگ اسے اپنی کمزوری چھپانے کا ذریعہ بھی سمجھتے ہوں۔ وہ وسوسہ یہ ہے کہ کیونکہ بعض صحیح حدیثوں میں صرف ایک مرتبہ کے رفع یدین کا ذکر ہے لہٰذا وہ لوگ اسے ترکِ رفع کا ثبوت سمجھتے ہیں اور پھر یہ خیال قائم کر لیتے ہیں کہ اس کا ترک بھی جائز ہے، حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ عدم ذکر سے عدم شئے لازم نہیں آتا ورنہ بہت سی صحیح حدیثیں ایسی ہیں جن میں ایک مرتبہ کے رفع یدین کا بھی ذکر نہیں۔ مثلاً صحیح بخاری و صحیح مسلم کی متفق علیہ حدیث جس میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک ناواقف کو صلوٰۃ کا طریقہ بتایا تو اس میں نہ شروع کے رفع یدین کا ذکر کیا نہ ہاتھ باندھنے کا، تو کیا اس حدیث کی رُو سے شروع کے رفع یدین کا ترک بھی جائز ہے، کیا ہاتھ چھوڑ کر صلوٰۃ پڑھنا بھی جائز ہے؟ ہاں بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو ان چیزوں کو سنّت سمجھتے ہیں اور ترک

---

[1] تحریکِ مجاہدین سیّد احمد شہیدؒ و سیّد اسماعیل شہیدؒ۔

# (۷) رفع یدین فرض ہے

سوال:- نماز میں رفع یدین نہ کرے تو کیا نماز نہیں ہوتی؟ کیا رفع دین فرض ہے؟

جواب:- نماز فرض ہے۔ اس پر سب کا اتفاق ہے۔ لہٰذا اس کے ادا کرنے کا طریقہ بھی فرض ہے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ ہر مسلم مختار ہے کہ جس طریقہ سے چاہے نماز پڑھے۔ طریقہ اور سنّت دونوں ہم معنی الفاظ ہیں۔ لہٰذا سنّت سے جو طریقہ ادائیگی نماز ہم تک پہنچا ہے فرض ہے۔ خیر یہ تو ایک معقول بات تھی، جو میں نے عرض کر دی۔ ورنہ نماز کے طریقہ کا فرض ہونا نصِّ قرآنی سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ ○ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ○

(سورہ بقرہ ۲۳۸ - ۲۳۹)

نماز کی حفاظت کرو، خصوصاً بیچ والی نماز کی اور اللہ کے سامنے ادب سے کھڑے رہا کرو، پھر اگر تمہیں کافروں کا خوف ہو تو پیدل چلتے پھرتے یا سواری پر ہی نماز ادا کر لو۔ پھر جب امن و امان نصیب ہو تو اسی طریقہ سے اللہ کا ذکر کرو جس طریقہ سے اس نے تمہیں سکھایا ہے اور جس کو تم نہیں جانتے تھے۔

خط کشیدہ الفاظ اللہ کا حکم ظاہر کرتے ہیں اور اللہ کا حکم فرض ہوتا ہے۔ لہٰذا نماز کا یہ طریقہ جو بذریعہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس نے ہمیں سکھایا ہے فرض ہے۔ مجھے تو واقعی اُن لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جو کہہ دیا کرتے ہیں کہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ نہ کہے تو نماز ہو جائے گی۔ رکوع و سجدہ میں تسبیح نہ پڑھے تو نماز ہو جائے گی۔ دلیل یہ دیتے ہیں کہ ان کا ادا کرنا سنّت ہے، فرض نہیں ہے۔ اگر ان کے بغیر نماز نہیں ہوتی تو حدیث میں ہوتا کہ ان کے ترک کرنے سے نماز نہیں ہوتی۔ اگر ان کی اس دلیل کو مان لیا جائے تو پھر نماز کی ہیئت مجموعی یہ ہو گی کہ کھڑے ہو کر سورۂ فاتحہ پڑھو۔ پھر رکوع کرو

اور اس میں کچھ نہ پڑھو، پھر رکوع ـ سے سیدھے سجدہ میں چلے جاؤ ـ پھر بیٹھ جاؤ نماز ختم ہو جائے گی ـ یہ نماز کیا ہوئی مذاق ہوا ـ اب رہی یہ بات کہ پھر صرف سورۂ فاتحہ کے متعلق ایسے الفاظ کیوں فرمائے، تو اس کا ایک پس منظر ہے ـ وہ یہ کہ آپ نے امام کے پیچھے پڑھنے سے منع کیا تو اُسی وقت یہ بھی فرمایا کہ سورۂ فاتحہ پھر بھی پڑھنا ـ کیونکہ وہ اگر امام کے پیچھے بھی ترک کر دو گے تو نماز نہ ہو گی ـ (ابو داؤد، ترمذی)

الغرض مذکورہ بالا آیت کی رُو سے نماز کا پورا طریقہ فرض ہے ـ سوائے اس چیز کے جس کو خود رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کیا ہو اور کبھی چھوڑ دیا ہو اور ایسی کوئی چیز میرے ذہن میں تو ہے نہیں، سوائے اس کے کہ یہ کہا جائے کہ رفع یدین آپ نے کبھی کیا اور کبھی چھوڑ دیا ـ لیکن چھوڑنے کی روایت ثابت نہیں ہوتی ـ لہٰذا رفع یدین فرض ہوا ـ

۲ ـ رفع یدین کی فرضیت کی دوسری دلیل یہ ہے کہ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے آپ نے فرمایا تھا کہ صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ (نماز ایسے ہی پڑھا کرنا جس طرح تم نے مجھے پڑھتے دیکھا ہے) اور مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے (صحیح بخاری) کیونکہ حکم فرض ہوتا ہے ـ لہٰذا رفع یدین فرض ہے ـ

۳ ـ تیسری دلیل: حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ مسجد میں آنکلے ـ لوگ نماز پڑھ رہے تھے ـ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "میری طرف متوجہ ہو جاؤ میں تمہیں رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز بتاؤں ـ جس طریقہ سے آپ خود پڑھتے تھے اور جس طریقے سے لوگوں کو پڑھنے کا حکم دیا کرتے تھے" ـ پس وہ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کھڑے ہو گئے، قبلہ کی طرف منہ کیا اور کندھوں تک دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہا اور رکوع کیا اور اسی طرح اس وقت بھی کیا جب رکوع سے سر اٹھایا ـ (خلافیات بیہقی، نصب الرایہ جلد اول صفحہ ۴۱۶ وسندہ صحیح تسہیل القاری (عربی متن "تلاش حق" میں دیکھئے)

## نماز کے ارکان میں فرض و سنّت کی تفریق

فرض و سنّت کی تفریق بہت بعد کی چیز ہے ـ

صحابۂ کرام اس چیز کے عادی نہیں تھے۔ وہ تو بس یہ دیکھتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا فرمایا۔ عبداللہ بن عمرؓ کو دیکھئے کہ رفع یدین نہ کرنے والے کو کنکریاں مارا کرتے تھے تاوقتیکہ وہ رفع یدین نہ کرے۔ (کتاب رفع یدین امام بخاریؒ، مسند احمدؒ) آپ بھی فرض و سنّت کی بحث میں نہ پڑیئے۔ بس جس کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا اور چھوڑنا ثابت نہیں، اسے کرنا ہی چاہیئے اور اگر کرنا، نہ کرنا دونوں ثابت ہیں، تب بھی کرنا سنّت ہوگا اور ترک جائز۔ ایسی حالت میں بھی سنّت ہی پر عمل مناسب ہے نہ کہ جواز پر۔

سوال :۔ رفع یدین نہ کرنے کی حدیث جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے ترمذی شریف اردو جلد اوّل میں اس کو امام ترمذیؒ نے حسن کہا ہے اور حسن کا درجہ صحیح حدیث کے بعد ہے۔

## حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث کا متن غیر محفوظ ہے

جواب :۔ یہ صحیح ہے کہ حسن کا درجہ صحیح حدیث کے بعد ہے۔ اس حدیث کی سند بے شک حسن بلکہ صحیح ہے۔ سند میں کوئی خاص خدشہ نہیں ہے، نہ سند پر کسی نے کوئی خاص جرح ہی کی ہے، اس حدیث پر جو کچھ جرح ہوئی ہے وہ بہ لحاظ متن ہوئی ہے، اکثر محدثین نے اس کے متن کو غیر محفوظ بتایا ہے۔

۱۔ امام ترمذی لکھتے ہیں :۔ امام عبداللہ بن مبارکؒ نے فرمایا ہے کہ رفع یدین کی حدیث ثابت ہے اور ذکر کیا انہوں نے اس حدیث کو جو امام زہریؒ نے حضرت سالمؒ سے اور انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے اور ابن مسعودؓ کی حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین نہیں کیا سوائے اوّل مرتبہ کے ثابت نہیں۔
(عربی متن تلاشِ حق میں دیکھئے)

امام ترمذیؒ نے اس عبارت کے بعد ابن مسعودؓ کی حدیث بیان کی ہے اور پھر اس کو حسن لکھا ہے۔ احناف کا یہ کہنا ہے کہ ابن مبارک نے کسی دوسری حدیث کو غیر ثابت

کہا ہے نہ کہ اس کو لیکن دوسری حدیث میں ابن مبارک نہیں ہیں اور اس حدیث کی سند میں وہ موجود ہیں اور یہ سند نسائی میں موجود ہے۔ لہذا انہوں نے اس ہی کو غیر ثابت کہا ہے۔ ان کے الفاظ کہ "رفع کی حدیث ثابت ہے" اس ہی بات کی دلالت کرتے ہیں کہ عدم رفع کی حدیث ثابت نہیں خواہ وہ کوئی سی ہو۔

۲- اب اس کے متن کو ملاحظہ فرمایئے۔ نسائی میں ہے:۔ فقام فرفع یدیه فی أول مرة ثم لم یعد، ابن مسعودؓ کھڑے ہوئے پھر اول مرتبہ دونوں ہاتھ اٹھائے پھر نہیں اٹھائے۔ ابن القطان کہتے ہیں ثم لا یعود منکر ہے۔ یہ وکیع اپنی طرف سے کہا کرتے تھے۔ (کتاب الوہم) امام دارقطنی نے بھی ثم لم یعد کو غیر محفوظ بتایا ہے (کتاب العلل) نسائی میں دوسری روایت میں اس طرح ہے۔ فصلی فلم یرفع یدیه الا مرة واحدة۔ یعنی ابن مسعودؓ نے نماز پڑھی تو ہاتھ نہیں اٹھائے مگر ایک مرتبہ۔ مسند امام احمد اور مصنف ابن ابی شیبہ میں "واحدة" نہیں ہے۔ ابوداؤد کی ایک روایت میں اس طرح ہے فرفع یدیه مرة واحدة دوسری میں اس طرح ہے فرفع یدیه فی أول مرة۔ یعنی ابن مسعودؓ نے دونوں ہاتھ اٹھائے پہلی مرتبہ۔ خلاصہ یہ کہ کسی میں دوبارہ اٹھانے کی نفی ہے اور کسی میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ بس پہلی مرتبہ اٹھانے کا ذکر ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے تو نماز پڑھ کر بتائی تھی۔ اس کو علقمہؒ نے اپنے لفظوں میں بیان کیا ہے اور یہ علقمہؒ کے الفاظ ہیں جو کسی روایت میں کچھ اور کسی میں کچھ ہیں۔ ابن مسعودؓ سے روایت کرنے والے صرف علقمہؒ ہیں اور علقمہؒ سے روایت کرنے والے صرف عبدالرحمٰن ہیں اور ان سے روایت کرنے والے صرف عاصم بن کلیب ہیں اور ان سے روایت کرنے والے سفیان ثوریؒ ہیں۔ اس کے بعد راوی زیادہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن اوپر کی سند میں صرف ایک ایک راوی کی وجہ سے اس میں غرابت پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر علقمہ کے الفاظ غالباً عاصم بن کلیب نے کبھی کچھ اور کبھی کچھ بیان کئے ہیں۔ کیونکہ امام حاکم فرماتے ہیں کہ عاصم نے اس حدیث کو صحت کے ساتھ روایت نہیں کیا اور عاصم مختصر کر لیا کرتے تھے اور نقل بالمعنی کرتے تھے (تسہیل

القاری شرح صحیح بخاری)

اسی وجہ سے امام ابوداؤدؒ نے اس حدیث کے لکھنے کے بعد یہ بھی لکھ دیا کہ ھذا حدیث مختصر من حدیث طویل ولیس ھو بصحیح علی اللفظ علی ھذا المعنیٰ: یعنی یہ حدیث ایک طویل حدیث سے مختصر کر لی گئی ہے اور یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ ان معنوں پر صحیح نہیں۔ مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کا متن اس طرح ہے: فصلی ولم یرفع یدیہ الا مرۃ واحدۃ مع تکبیرۃ الافتتاح، یعنی تکبیر افتتاح کے ساتھ ابن مسعودؓ نے رفع یدین نہ کیا سوائے ایک مرتبہ کے۔ اگر یہ عبارت صحیح مان لی جائے تو پھر رفع یدین عندالرکوع کی اس سے نفی نہیں ہوتی بلکہ اس کا مطلب صرف اتنا ہے کہ نماز شروع کرتے وقت صرف ایک مرتبہ رفع یدین کیا۔ بار بار نہیں، امام ابی حاتم نے کہا ہے کہ یہ حدیث خطا ہے۔ سوائے سفیان کے یہ الفاظ (یعنی رفع یدین کی نفی) عاصم سے کسی نے روایت نہیں کئے حالانکہ ایک جماعت عاصم سے روایت کرتی ہے۔ (علل ابن ابی حاتم)

امام بخاریؒ فرماتے ہیں:۔ ھذا محفوظ عند أھل النظر من حدیثِ عبد اللہ بن مسعودؓ۔ یعنی اہلِ علم کے نزدیک تطبیق والی حدیث ہی محفوظ ہے۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں:۔ ولم یثبت عند أھل العلم عن احد من أصحابہ صلی اللہ علیہ وسلم أنہ لم یرفع یدیہ۔ یعنی اہل علم کے نزدیک کسی صحابی سے ترک رفع یدین ثابت نہیں۔ پھر آگے چل کر لکھتے ہیں حجاز اور عراق کے اہل علم جن کو ہم نے پایا، جن میں سے یہ لوگ بھی ہیں۔ ابن زبیرؓ، علی بن عبد اللہ، یحییٰ بن معینؒ امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ۔ یہ اپنے زمانے کے زبردست عالم تھے۔ ان علماء میں سے کسی کے نزدیک کوئی حدیث ثابت نہیں کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین نہ کیا ہو یا کسی صحابی نے رفع یدین نہ کیا ہو (کتاب رفع الیدین للامام البخاری ص۱۲) (عربی متن تلاشِ حق میں دیکھئے)۔

گویا یہ حدیث امام بخاریؒ کے وقت تک خود علماء عراق کے نزدیک ثابت نہیں

تھی۔ امام ابوداؤد کے مطابق اس کا مفہوم کچھ اور تھا۔ اب جو مفہوم لیا جاتا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ امام ابوداؤد کے اس قول کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ امام محمدؒ نے اپنی مؤطا میں اس حدیث کو مطلقاً بیان نہیں کیا۔ حالانکہ ان کو اس کی بڑی ضرورت تھی۔ وہ لکھتے ہیں :۔ "وفی ذٰلك آثار کثیرۃ" اور عدم رفع کے متعلق بہت آثار ہیں۔ مطلب ظاہر ہے کہ حدیث کوئی نہیں۔ اگر یہ حدیث ان معنوں پر محمول ہوتی تو وہ ضرور اس کا ذکر کرتے۔ اس کے تمام راوی کوفی ہیں۔ تاہم امام محمد اور قاضی ابویوسف کا اس سے بے خبر ہونا اور اپنے دلائل میں ذکر نہ کرنا حیرت انگیز ہے۔

اس کے بعد امام محمد نے علی ابن ابی طالبؓ کا ایک اثر نقل کیا ہے جس میں ایک راوی محمد بن ابان کذّاب ہے (تذکرہ الموضوعات) پھر ابراہیم نخعیؒ تابعی کا قول پیش کیا ہے۔ اس میں بھی وہی کذاب راوی ہے۔ پھر ابن مسعودؓ کے اصحاب کا فعل پیش کیا ہے۔ اس کی سند میں حصین ہے۔ جس کا حافظہ آخر میں خراب ہوگیا تھا۔ پھر ابن عمرؓ کا فعل پیش کیا ہے۔ اس کی سند میں وہی محمد بن ابان کذّاب ہے۔ پھر حضرت علیؓ کا اثر دوسری سند سے پیش کیا ہے۔ یہ بھی کوفی سند ہے۔ پھر بھی سفیان ثوریؒ (جو خود بھی عدم رفع کے قائل ہیں) اس اثر کا انکار کرتے ہیں۔ (کتاب رفع الیدین امام بخاری صفحہ ۸) مزید برآں اس میں عاصم راوی ہیں، جو نقل بالمعنی کے عادی ہیں۔ امام عثمان بن سعید دارمی فرماتے ہیں "فقد روی من ھذا الطریق الواھی۔ تحقیق یہ واہیات سند سے مروی ہے۔" (بیہقی جلد ۲ صفحہ ۸۰) امام شافعی فرماتے ہیں "ولا یثبت عن علی وابن مسعود یعنی ماروی عنھما من أنھما کانا لا یرفعان یعنی حضرت علیؓ اور ابن مسعود کے عدم رفع کی حدیث ثابت نہیں۔" (بیہقی جلد ۲ صفحہ ۸۱) امام بخاریؒ نے بھی اس پر جرح کی ہے۔ پھر امام محمدؒ نے ابن مسعودؓ کا اثر پیش کیا ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں "انہ کان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلٰوۃ۔ یعنی جب وہ نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے تھے۔" اس میں رکوع کا ذکر ہی نہیں اور عدم ذکر سے عدم شئے لازم نہیں آتا۔ پھر اس کی سند منقطع ہے۔ ابراہیمؒ نے ابن مسعودؓ کو نہیں دیکھا۔ غرض یہ کہ کل تین صحابیوں اور چند

تابعیوں کا قول پیش کر کے امام محمدؒ نے اپنے مسئلہ کو ثابت کیا اور وہ اس سلسلہ میں کوئی حدیث پیش نہ کر سکے بلکہ صحابیوں کا فعل بھی صحیح سند سے پیش نہ کر سکے۔ اگر عبداللہ بن مسعودؓ کی یہ معرکۃ الآرا حدیث کوفہ میں رہ کر ان کو نہ معلوم ہو تو پھر اس پر شبہ کرنا بالکل بجا ہے۔ امام نووی نے خلاصہ میں لکھا ہے کہ محدثین کا اس کے ضعف پر اتفاق ہے۔ نقل بالمعنیٰ کی عادت کی وجہ سے امام علی بن مدینی تو یہاں تک کہہ گئے "لا یحتج بما انفرد بہ۔ عاصم اکیلے روایت کریں تو روایت حجت نہیں ہوتی" (میزان الاعتدال) اور اس روایت کو سوائے عاصم کے اور کوئی بیان نہیں کرتا۔ پھر عبدالرحمٰن کے علقمہ سے سننے پر بھی شبہ کا اظہار کیا گیا ہے، اگرچہ سننے کا امکان تو ہے لیکن سننا ثابت نہیں۔ امام ابن حبان تو یہاں تک لکھ گئے :-

| | |
|---|---|
| ھذا أحسن خبر روی أھل الکوفۃ فی نفی رفع الیدین فی الصلوٰۃ عند الرکوع وعند الرفع منہٗ وھو فی الحقیقۃ أضعف شیٔ یعوّل علیہ لان لہٗ عللاً تبطلہٗ۔ (نیل الاوطار جزء ۲ صفحہ ۱۵۱) | اہل کوفہ کی یہ سب سے عمدہ دلیل ہے اور درحقیقت یہ بھی بہت ضعیف ہے کہ اس پر اعتماد کیا جا سکے۔ اس میں بڑی علتیں ہیں جو اسے باطل بنا دیتی ہیں۔ |

اب بتلایئے امام ترمذی کا حسن کہنا کہاں تک صحیح ہے۔ اسی لئے امام شوکانی لکھتے ہیں :- این یقع ھذا التحسین والتصحیح من قدح اولئك الائمۃ الاکابر۔ یعنی امام ترمذی کی تحسین اور امام ابن حزم کی تصحیح کی ان اکابر ائمہ کی جرح کے مقابلے میں کیا وقعت رہ جاتی ہے۔ یہ مختصر روئداد ہے۔ ورنہ مفصل تو بہت کچھ ہے۔ بالفرض محال اگر ابن مسعودؓ کی حدیث حسن یا صحیح بھی ہو تو بھی ایک صحابی کی روایت تمام صحابہ کے مقابلے میں ہیچ ہے۔ پھر ابن مسعودؓ سے اور بھی بہت سی بھول ہو گئی ہیں جن میں سے چند میں پہلے لکھ چکا ہوں[1]۔ اسی لئے امام ابوبکر بن اسحاق نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث رفع یدین کی حدیث کے مساوی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ رفع یدین رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] دیکھئے "تلاش حق"

فرمایا کہ تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھ ہلا رہے ہو۔"

اب اس کے جوابات سنئے :۔

اوّل :۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا رفع یدین کرنا شوال ۱۰ ہجری تک ثابت ہے۔ اب اگر منسوخ ہوا تو ان چار مہینوں میں سے کسی مہینے میں ہوا ہوگا۔ ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم، صفر" اور اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ حضرت وائل جو رفع یدین کے راوی ہیں۔ حجۃ الوداع میں آپ کے ساتھ گئے ہوں گے تو پھر صرف دو مہینہ حیات طیبہ کے باقی رہ جاتے ہیں۔ اب آپ سوچئے کہ جو فعل اتنا مکروہ ہو اس کو رسُولِ مقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نو دس سال تک کرتے رہے، کیا ایسے مکروہ فعل کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف منسوب کرنا کسی مومن کا کام ہو سکتا ہے؟

دوم :۔ کیا کسی حکم کو منسوخ کرنے کا یہی احسن طریقہ ہے؟ جو آپ کیا کرتے تھے، وہی وہ لوگ کر رہے تھے تو پھر یہ کہنا چاہئے تھا کہ اے مؤمنو! اب یہ طریقہ بدل دیا گیا ہے اب ایسا نہ کیا کرو۔

سوم :۔ یہ حدیث صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرۃؓ سے مروی ہے۔ حضرت جابرؓ سے روایت کرنے والے دو اصحاب ہیں۔ ایک تمیم بن طرفہؒ، دوسرے عبید اللہؒ۔ تمیم نے اسے مختصر بیان کیا ہے اور عبید اللہؒ نے مفصّل پہلے تمیم کی روایت سنئے!

حضرت جابرؓ کہتے ہیں :۔

| | |
|---|---|
| خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال مالی أراکم رافعی أیدیکم کأنھا أذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰۃ۔ (صحیح مسلم) | یعنی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہمارے پاس باہر تشریف لائے پھر فرمایا۔ کیا بات ہے کہ میں تم کو نماز میں اس طرح ہاتھ اٹھاتے دیکھتا ہوں گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہیں۔ نماز میں سکون پیدا کرو۔ |

عبید اللہؒ کہتے ہیں کہ حضرت جابرؓ نے فرمایا :۔

| | |
|---|---|
| کنا اذا صلینا مع رسول اللہ صلی | یعنی جب ہم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم |

| | |
|---|---|
| اللہ علیہ وسلم فقلنا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وأشار بیدہ الی الجانبین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علام تؤمون بأیدیکم کأنہا أذناب خیل شمس إنما یکفی أحدکم أن یضع یدہ علی فخذہ ثم یسلم علی أخیہ من یمینہ وشمالہ (صحیح مسلم) | کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے دونوں طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے تو رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ تم اپنے ہاتھوں سے اس طرح اشارے کرتے ہو گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہیں۔ تمہارے لئے بس اتنا کافی ہے کہ اپنا ہاتھ ران پر رکھ لو۔ پھر سیدھی طرف اور اُلٹی طرف اپنے بھائی کو سلام کرلو۔ |

ان دونوں روایتوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ جس رفع یدین سے روکا گیا ہے وہ رفع یدین عند السّلام ہے نہ کہ رفع یدین عند الرکوع لیکن علماء احناف کہتے ہیں پہلی روایت میں رفع یدین عند الرکوع کی ممانعت ہے اور دوسری میں رفع یدین عند السّلام کی۔ دونوں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ دوسری روایت پہلی کی تشریح نہیں کرتی بلکہ علیحدہ ایک واقعہ ہے۔ دو واقعے ہونے کے دو وجوہ بھی بیان کرتے ہیں جو درج ذیل ہیں:۔

**وجہ اول:۔** پہلی روایت میں ہے کہ "آپ باہر تشریف لائے" دوسری میں ہے کہ "ہم جب آپ کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے"

**وجہ ثانی:۔** پہلی میں "اسکنوا فی الصّلوٰۃ" ہے یعنی نماز میں ساکن رہو۔ دوسری میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔

**وجہ اول کا جواب:۔** دونوں روایتوں کو ملا کر عبارت اس طرح بنتی ہے کہ جب ہم رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے تو ہاتھ اٹھایا کرتے تھے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ آپ باہر تشریف لائے اور آپ نے ہمیں اسی طرح کرتے ہوئے دیکھ لیا تو فرمایا "کیا بات ہے کہ تم سلام کرتے وقت ہاتھ اٹھاتے ہو گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہیں" (جو بار بار اٹھتی ہیں نہ کہ وقفہ سے) نماز میں سکون رکھو وغیرہ وغیرہ۔

**وجہ ثانی کا جواب:۔** دوسری روایت میں بھی "ساکن رہو" (الا یسکن

احدکم فی الصلوٰۃ) کے الفاظ موجود ہیں اور یہ روایت صحیح ابوعوانہ میں موجود ہے اور مسند امام احمد میں بھی ہے۔

چہارم:- ان دونوں روایتوں کے ایک واقعہ کے متعلق ہونے کے دلائل یہ ہیں۔

اول:- روایت کا مضمون تقریبًا ایک ہے یعنی "ساکن رہو" اور "گویا سرکش گھوڑوں کی دُمیں" یہ الفاظ مشترکہ ہیں۔

دوم:- راوی ایک ہیں یعنی حضرت جابر بن سمرہؓ۔

سوم:- تمام محدثین نے ان دونوں روایتوں کو سلام کے باب میں روایت کیا ہے۔ مثلاً امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ابو داؤدؒ، امام نسائیؒ، امام ابنِ حبانؒ، امام طحاویؒ وغیرہ۔ امام بخاریؒ لکھتے ہیں:-

فنھی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن رفع الایدی فی التشھد ولا یحتج بھٰذا من لہٗ حظ من العلم ھٰذا معروف مشھور لا اختلاف فیہ۔ (کتاب رفع الیدین للامام البخاری صفحہ ۱۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد میں سلام کرتے وقت ہاتھ اٹھانے سے منع فرمایا تھا اور جس شخص میں ذرا سا بھی علم ہے وہ اس سے عدم رفع یدین عندالرکوع کے لئے دلیل نہیں لیتا۔ یہ معروف و مشہور ہے اس میں محدثین کا اختلاف ہی نہیں ہے۔

یہ رفع الیدین عندالسلام شیعوں میں اب تک رائج ہے اور جب وہ ایسا کرتے ہیں تو بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کہ سرکش گھوڑوں کی دُمیں اٹھ رہی ہیں۔

پنجم:- اگر اس حدیث سے رفع یدین ممنوع ہے تو پھر تمام رفع یدین ممنوع ہو جائیں گے۔ حتیٰ کہ شروع نماز کا رفع یدین۔ نماز عیدین میں رفع یدین۔ نماز وتر میں رفع یدین کوئی جائز نہیں رہے گا۔ کیوں کہ اس حدیث میں کسی رفع یدین کی تخصیص نہیں ہے۔

ذرا سوچیئے تو سہی کیا یہ انتہائی مکروہ فعل اب بھی نمازوں میں موجود ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیوں؟ اللہ ہی ان مقلدین کو ہدایت دے۔

(۶) کیونکہ عدم رفع یدین کے سلسلہ میں یہی ایک حدیث ہے جو محدثین کے نزدیک

صحیح ہے لہذا ایڑی چوٹی کا زور لگایا جاتا ہے کہ اس حدیث کو حجت بنا کر رفع یدین کو منسوخ مانا جائے۔ میں کہتا ہوں اچھا منسوخ سہی۔ لیکن منسوخ کیوں ہے؟ اس لئے کہ یہ بہت ہی مکروہ فعل سے مماثل ہے۔ یعنی سرکش گھوڑوں کی دموں سے۔ اور جب یہ اتنا مکروہ فعل ہے تو بڑے شدومد کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ممانعت کی ہوگی۔ لیکن کہیں کوئی روایت نہیں ملتی۔ حالانکہ ہر حدیث کی کئی کئی سندیں ہوتی ہیں۔ کئی کئی صحابی روایت کرتے ہیں۔ پھر تعجب ہے کہ اتنا مکروہ فعل، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت پھر بھی بقول امام حسن بصریؒ وغیرہ تمام صحابہؓ رفع یدین کرتے تھے۔

## چند مغالطے

(۱) دوسری دلیل حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث بیان کی جاتی ہے کہ "یہ حضور کا آخری فعل تھا۔"

جواب:۔ عبداللہ بن مسعودؓ کی ایسی کوئی حدیث نہیں جس کا یہ مفہوم ہو کہ "یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری فعل تھا" نہ صحیح نہ ضعیف۔

(۲) اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ "حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضور کے عین پیچھے پہلی صف میں کھڑے ہوتے تھے۔"

جواب:۔ کسی حدیث میں یہ مفہوم یا یہ مضمون نہیں ہے، نہ صحیح میں اور نہ ضعیف میں۔

(۳) پھر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ "حضور کی حرکات و سکنات کو بغور دیکھتے تھے اور عبداللہ بن عمرؓ چونکہ کم عمر تھے اور ان کو دوسری تیسری صف میں جگہ ملتی تھی۔ اسلئے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا مرتبہ زیادہ ہے۔"

جواب:۔ اس عبارت میں کئی مغالطے ہیں۔ یہ قطعی بے ثبوت ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حرکات و سکنات بغور دیکھتے تھے۔ اگر یہ صحیح ہے تو پھر یہ بتایا جائے کہ آخر ان سے مندرجہ ذیل غلطیاں کیوں ہوئیں؟

(۱) وہ رکوع میں تطبیق کرتے تھے (صحیح مسلم) بلکہ دوسروں کو بھی اس کا حکم دیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ اپنے شاگردوں کے ہاتھوں کو مار کر ان میں تطبیق کر کے دونوں رانوں

کے بیچ میں رکھ دیتے تھے۔ عربی الفاظ یہ ہیں: فضرب أيدينا وطبّق بين كفيه ثمّ أدخلهما بين فخذيه (صحیح مسلم، ابوداؤد وغیرہ)

(۲) تین آدمیوں کی جماعت میں ایک امام کے داہنی طرف اور دوسرے کو امام کے بائیں طرف کر لیا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم) بلکہ اس کا حکم دیا کرتے تھے۔ ان کا فرمان یہ ہے:

اذا كنتم ثلاثة فصلوا جميعا — جب تین ہوں تو ایک صف میں نماز پڑھو

واذا كنتم اكثر من ذلك فليؤمكم أحدكم۔ — اور جب تین سے زیادہ ہوں تو ایک آگے کھڑا ہو۔ (صحیح مسلم، ابوداؤد وغیرہ)

(۳) حکم دیتے تھے کہ رکوع میں کلائیوں کو رانوں پر بچھا دیا کرو۔ الفاظ یہ ہیں:۔

اذا ركع أحدكم فليفرش ذراعيه على فخذيه (صحیح مسلم)

(۴) بغیر اذان واقامت کے جماعت کر لیا کرتے تھے (صحیح مسلم وغیرہ وغیرہ)۔

**دوسرا مغالطہ** یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حرکات و سکنات کو بغور نہیں دیکھتے تھے۔ یہ اتہام ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ سے زیادہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرکات و سکنات کو کوئی دیکھتا ہی نہیں تھا۔ وہ تو یہاں تک دیکھتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں کہاں اترتے تھے، کہاں نماز پڑھتے تھے، کہاں پیشاب کرتے تھے۔ عبداللہ بن عمرؓ ان سنتوں پر بھی عمل کرتے تھے۔ حتیٰ کہ اگر ان کو پیشاب نہ آتا تھا تو خالی ہی بیٹھ جایا کرتے تھے۔ صحیح بخاری وغیرہ میں ان کا یہ طرز عمل جگہ جگہ نظر آتا ہے۔

**تیسرا مغالطہ** یہ ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ کے علاوہ کوئی بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حرکات و سکنات کو بغور نہیں دیکھتا تھا۔ یمن کے شہزادے حضرت وائل بن حجرؓ نے تو دو مرتبہ مدینہ کا سفر ہی اس غرض سے کیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو بغور دیکھیں۔ (افسوس ہے اس شخص پر جس نے رفع یدین کی مخالفت میں حضرت وائلؓ کو دیہاتی کا خطاب دیا) دوسری مرتبہ وہ شوال ۱۰ھ میں مدینہ منورہ تشریف لائے تھے۔ (البدایہ والنہایہ) دوسری مرتبہ کی آمد پر بھی انکا

بیان ہے کہ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ رفع یدین کرتے تھے (صحیح مسلم) الفاظ ملاحظہ ہوں جن سے ان کے آنے کا مقصد واضح ہوتا ہے :-

قلت لا نظرن الیٰ صلوٰۃ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیف یصلّی قال فنظرت۔ (کتاب رفع الیدین للامام البخاری صفحہ ۱۳)

میں نے کہا کہ میں ضرور دیکھوں گا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کس طرح نماز پڑھتے ہیں پس میں نے دیکھا۔

نَ اور پھر "انظرن" میں نون ثقیلہ مشددہ ضرور کے معنی دیتا ہے۔

**چوتھا مغالطہ** یہ ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ کم عمر تھے۔ یہ بھی غلط ہے۔ ہاں جوان تھے، بوڑھے نہیں تھے۔ امام بخاریؒ نے اسکی بھی تردید کی ہے :-

والعجب أن یقول أحدھم کان ابن عمر صغیراً فی عھد النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم ولقد شھد النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم لابن عمر بالصلاح .... قال ابن عمر إنی لأذکر عمر حین أسلم فقالوا صبأ عمر صبأ عمر فجاء العاص بن وائل فقال صبأ عمر صبأ...

(کتاب رفع الیدین للامام البخاری صفحہ ۱۸،۱۷)

تعجب ہے کہ کسی نے یہ کہا ابن عمر چھوٹے تھے۔ حالانکہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے صلاح کی شہادت دی تھی ....... وہ کہتے تھے کہ مجھے یاد ہے جب عمرؓ اسلام لائے تو لوگوں نے کہا۔ عمر صابی ہوگیا، عمر صابی ہوگیا۔ پھر عاص بن وائل آیا۔ اُس نے بھی یہی کہا ....... فتذکرہ ....... پھر وہ لوگ حضرت عمرؓ کو چھوڑ کر چلے گئے۔

**پانچواں مغالطہ** یہ ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ کم علم تھے۔ یہ بھی غلط ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک مرتبہ صحابہ سے پوچھا۔ بتاؤ وہ کونسا درخت ہے جو مسلم کے مشابہ ہے۔ تمام صحابہ عاجز آگئے۔ عبداللہ بن عمرؓ نے چاہا کہ میں کہدوں کہ وہ کھجور کا درخت ہے، لیکن پاس ادب سے خاموش رہے۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خود بتایا۔ ابن عمرؓ نے جب یہ بات حضرت عمرؓ سے بیان کی تو حضرت عمرؓ

نے کہا "اگر تم بتا دیتے تو میرے لئے یہ اتنے اتنے مال سے بھی زیادہ محبوب تھا۔" (صحیح بخاری کتاب العلم) غالباً اس مجلس میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ہوں گے۔ اس لئے کہ وہ تو کبھی ساتھ چھوڑتے ہی نہ تھے۔

**چھٹا مغالطہ** یہ ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ کے سوا اس حدیث کا کوئی اور راوی ہی نہیں یہ بھی غلط ہے۔ رفع یدین کی روایت حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ سے بھی ہے اور یہ لوگ یقیناً حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے عمر میں بھی زیادہ تھے اور علم وفضل اور صحبتِ رسول میں بھی۔ ان لوگوں کو چھوڑ کر عبداللہ بن عمرؓ سے مقابلہ کرنا دھوکا دینا ہے۔ (صرف حضرت علیؓ سے غالباً وہ عمر میں زیادہ ہوں گے)

**ساتواں مغالطہ** یہ ہے کہ رفع یدین ایک بہت ہی دقیق علمی اور فقہی مسئلہ ہے اور اس کو فقہا ہی سمجھ سکتے ہیں۔ چھوٹا بچہ کیا سمجھے۔ حالانکہ رفع یدین کا تعلق صرف آنکھ سے ہے اور یہ چیز بہ نسبت بوڑھے کے بچہ ہی زیادہ اچھی طرح سے دیکھ سکتا ہے اور زیادہ اچھی طرح یاد رکھ سکتا ہے۔

**آٹھواں مغالطہ** یہ ہے کہ ابن مسعودؓ اور ابن عمرؓ کی حدیثیں صحت کے لحاظ سے برابر ہیں۔ حالانکہ یہ سرتاپا غلط ہے۔ ابن عمرؓ کی حدیث صحیحین کی متفق علیہ حدیث ہے۔ اس کے راوی سب کے سب امام ہیں۔ یہ سلسلۃ الذہب کی حدیث ہے۔ سندیں اصح الاسانید ہیں۔ ابن عمرؓ سے یہ حدیث متواتر ہے، برخلاف اس کے ابن مسعودؓ کی حدیث اکثر محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ اور اس کا متن غیر محفوظ ہے۔ ابن مسعودؓ سے یہ روایت متواتر نہیں ہے۔ عاصم بن کلیب راوی کا اس میں انفراد ہے۔ جب صحت اور محفوظ ہونے کے لحاظ سے برابر نہیں تو مقابلہ کیا معنی؟ مقابلہ تو برابر کی چیزوں میں ہوا کرتا ہے۔ پھر مزید برآں ابن عمرؓ کیطرح روایت کرنے والے صحابہ کی تعداد پچاس کے لگ بھگ پہنچ جاتی ہے۔ پھر امام حسن بصریؒ وغیرہ کی روایت کے مطابق کسی صحابی سے اس کا ترک ثابت نہیں۔ لہٰذا ابن مسعودؓ کی حدیث کسی لحاظ سے بھی قابل حجت نہیں۔ اگر صحیح بھی ہو تو اس میں

عبداللہ بن مسعودؓ کی بھول ہے۔ جیسے ان سے اور بھول ہوئی یہ بھی ہوئی۔ جیسے اُس بھول پر کوئی عمل نہیں کرتا اس پر بھی نہیں کرنا چاہیئے۔

## ترکِ رفع الیدین سُنّت نہیں

(۱) اعمال میں افضلیت کا سوال اس وقت پیدا ہوتا ہے جہاں کسی کام کے کرنے کے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دو طریقے منقول ہوں۔ اگر دونوں طریقے ثابت ہوں اور احادیث کے قرائن سے ایک کو فضیلت دی جا سکتی ہو تو پھر بے شک ایک عمل افضل ہوگا اور دوسرا مفضول۔ لیکن جہاں دو طریقے ہی منقول نہ ہوں صرف ایک ہی طریقہ منقول ہو تو پھر اس ہی ایک طریقہ پر عمل کرنا ہوگا۔ اس کا ترک اگر جائز ہو تو بات اور ہے لیکن کسی حالت میں بھی ترک عمل نہ سنّت ہوگا اور نہ مفضول۔ کیونکہ ترکِ فعل کوئی فعل نہیں۔ لہذا فعل جہاں سنّت ہوگا، وہاں ترکِ فعل سنّت نہ ہوگا۔ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے اپنی کتاب "تنویر العینین" میں رفع یدین کے سلسلے میں یہی بات لکھی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ترکِ رفع کوئی عمل ہی نہیں، لہذا سنّت بھی نہیں۔ رفع یدین کا نہ کرنا صرف حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے کسی حد تک پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے۔ اگرچہ ائمہ دین نے اس کے ثبوت میں بھی خدشہ کا اظہار کیا ہے۔ امام ترمذیؒ نے عبداللہ بن مبارکؒ کے قول سے ثابت کیا ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں۔ امام ابو داؤد لکھتے ہیں:

ھذا حدیث مختصر من حدیث طویل ولیس ھو بصحیح علی اللفظ علیٰ ھذا المعنی۔ یعنی یہ حدیث ان الفاظ اور معنوں پر صحیح نہیں۔ امام بخاریؒ نے بھی اس کے متن کو غیر محفوظ بتایا ہے۔ پھر اس حدیث کے مشکوک ہونے کی ایک اور وجہ بھی ہے۔ یہ حدیث کوفہ ہی میں اشاعت پذیر ہوئی تھی۔ اس کے راوی کوفی ہیں لیکن حیرت کا مقام ہے کہ امام محمدؒ کو یہ حدیث نہ ملی اور نہ اس کا ذکر انہوں نے اپنی کتابوں میں کیا۔ حالانکہ انہیں اس کی سب سے زیادہ ضرورت تھی اور یہ اس سلسلہ میں سب سے بہتر حدیث تھی۔ لیکن اس کو چھوڑ کر انہوں نے چند آثار ذکر کر دیئے اور اپنے استاد امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کی بنیاد ان ہی آثار پر رکھی۔ اس وقت تفصیل کا وقت نہیں۔

اس لئے میں یہ بات کہتا ہوں کہ بالفرض اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تو اس میں عبداللہ بن مسعودؓ کا انفراد ہے، جمہور صحابہؓ کی روایتیں ان کے خلاف ہیں اور بھی کئی انفرادان کے مروی ہیں جن کو اُمّت نے قبول نہیں کیا۔ مثلاً وہ رکوع میں گھٹنوں پر ہاتھ نہیں رکھتے تھے بلکہ رانوں کے درمیان رکھتے تھے اور اسی کی تعلیم دیتے تھے (صحیح مسلم)

لہٰذا جس طرح ان انفرادی چیزوں کو احادیث اور جمہور صحابہؓ کے خلاف ہونے کی وجہ سے قبول نہیں کیا گیا۔ ترک رفع یدین کو بھی قابل اعتناء نہیں سمجھنا چاہیئے۔

(۲) بعض مسائل میں افضلیت کا فرق نہیں بلکہ زمین و آسمان کا فرق ہے۔ جائز ناجائز کا فرق ہے۔ حلال و حرام کا فرق ہے۔ مثلاً یہی سورہ فاتحہ کا مسئلہ لیجئے۔ جس کا آپ نے ذکر فرمایا ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک مقتدی کو سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔ حنفی مذہب میں منع ہے۔ امام محمدؒ نے تو یہاں تک ایک اثر نقل کیا ہے کہ اگر مقتدی پڑھے گا تو اس کی نماز نہ ہوگی۔ فی الحال ایک مثال کافی ہے۔ تفصیل بوقت ضرورت پھر کبھی پیش کروں گا۔

ماخوذ :- "تلاشِ حق"۔ دلچسپ خطوط کے لئے "تلاشِ حق" دیکھئے۔

---

# فہرست صلوٰۃ المسلمین

تعداد رکعات ۔مسنون قرأت ۔ وہ اوقات جن میں صلوٰۃ پڑھنا منع ہے ۔جماعت ۔صلوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ ۔قیام ۔رکوع ۔قومہ ۔سجدہ ۔جلسہ ۔جلسۂ استراحت ۔قعدۂ اُولےٰ ۔قعدۂ اخیرہ ۔صلوٰۃِ فرض کے بعد پڑھنے کی دعائیں ۔امام اور مقتدی کی صلوٰۃ میں فرق ۔مرد اور عورت کی صلوٰۃ میں فرق ۔صلوٰۃ میں بھول واقع ہونا ۔صلوٰۃ الجمعۃ ۔صلوٰۃ الخوف و سجدۂ شکر ۔صلوٰۃ العیدین ۔قربانی کے مسائل ۔سورج گرہن اور چاند گرہن کی صلوٰۃ ۔صلوٰۃ الاستسقاء ۔سجدۂ تلاوت ۔تہجد، تراویح اور وتر ۔صلوٰۃ الضحیٰ ۔صلوٰۃ الوضوء ۔صلوٰۃ الاستخارہ ۔صلوٰۃ التوبہ ۔صلوٰۃ الہم والغم ۔صلوٰۃ التسبیح ۔صلوٰۃ المسافر ۔صلوٰۃ السفر ۔صلوٰۃ المریض ۔صلوٰۃ الجنازہ ۔قنوت نازلہ ۔ ضمیمہ ۔ رفع یدین ۔قرأت خلف الامام ۔مقتدی کی قرأت اور امام کے سکتات ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سکتے ۔بسم اللہ الرحمن الرحیم بالجہر یا بالاخفاء ۔آمین بالجہر یا بالاخفاء ۔سجدہ میں جاتے وقت گھٹنے پہلے ٹکائے جائیں یا ہاتھ ۔رکوع کی تسبیح ۔جلسۂ استراحت ۔تین رکعت وتر ایک سلام سے جائز نہیں ۔ بحالتِ اقامت دو صلاتوں کا جمع کرنا ۔ترکِ رفع یدین تاریخ کی روشنی میں ۔رکوع کے بعد ہاتھ چھوڑنا ۔رکوع میں ملنے سے رکعت شمار نہ کرنا ۔سجدے کی تسبیح ۔سبحانک اللّٰھم اور اللّٰھم باعد ۔اللّٰھم ربنا ولک الحمد کو بلند آواز سے پڑھنا ۔صلوٰۃ میں کون کون سے کام کئے جا سکتے ہیں ۔

● صلوٰۃ المسلمین، صحیح احادیث کا وہ مرتب شدہ مجموعہ ہے جس نے تمام فقہی موشگافیوں کو رد کر کے رکھ دیا ہے بلکہ مع اہل حدیث، نماز کے تمام طریقوں کو جزوی طور پر خلافِ سنّت ثابت کر دیا ہے ۔

● اس کتاب میں تمام احادیث کا خلاصہ مع متنوں اور مکمل حوالوں کے ساتھ پیش کیا گیا ہے ۔

● یہ ایک نماز کی مکمل اور منفرد کتاب ہے جس میں تمام بنیادی اعتراضات کا مدلل جواب دیا گیا ہے ۔

آفسیٹ کاغذ، ریگزین کی اعلیٰ جلد، صفحات ۵۵۰

قیمت : (مع ڈاک خرچ) ۸۰ روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# جماعت المسلمین کی دعوت

ہمارا حاکم صرف ایک یعنی : اللہ تبارک وتعالیٰ .. اللہ کے سوا کوئی نہیں

ہمارا امام صرف ایک یعنی : محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم .. فرقہ وارانہ امام نہیں

ہمارا دین صرف ایک یعنی : اللہ کا پسند کردہ دین اسلام .. فرقہ وارانہ مذہب نہیں

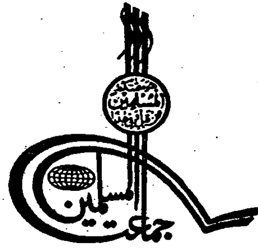
ہمارا نام صرف ایک یعنی : اللہ کا رکھا ہوا نام مسلمین .. فرقہ وارانہ نام نہیں

بنیاد محبت صرف ایک یعنی : اللہ تعالیٰ سے تعلق .. دنیوی تعلقات نہیں

وجہ افتخار صرف ایک یعنی : ایمان باللہ العظیم .. وطن اور زبان نہیں

اگر آپ ہماری اس دعوت سے متفق ہیں تو ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں۔
تعارفی پمفلٹ مفت طلب فرمائیں۔

جماعت المسلمین




**JAMAAT-UL-MUSLIMEEN** [INDIA]

*[Preaching pure and unadulterated Islam]*

**www.india.aljamaat.org**

**Flat #204, Saleem Masood Complex,**
**Nizam Colony, Toli chowki,**
**Hyderabad – 500 008 (A.P.)**
**Cell: 9246343676 / 7396620946**